



Vol. I

No. 4

**THE
HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY
DEBATES**

**OFFICIAL REPORT OF THE PROCEEDINGS
OF
The Seventh Day of the First Session of the First
Legislative Assembly**

Friday, 28th March, 1952.

Price

GOVERNMENT PRESS
HYDERABAD-DN.
1952

CONTENTS

		PAGE
1.	Repolling for the Election of Deputy Speaker. ...	149
2.	Discussion on the Amendments to the Motion for Vote on Account	156
<i>Participants :—</i>		
1.	Shri Papi Reddy	156
2.	„ M.S. Rajalingam	162
3.	Hon'ble Shri Phoolchand Gandhi	171
4.	Shri Limbaji Muktaji	177
5.	„ Srinivas Rao Kankanti	178
6.	„ Vaman Rao Deshmukh	180
7.	„ Laxminivas Ganeriwal	183
8.	„ G. Sriramulu	187
9.	„ Varkantam Gopal Reddy	193
10.	„ Manickchand Pahade	197
11.	„ Syed Hasan	199

LEGISLATIVE ASSEMBLY

SEVENTH DAY

Friday, 28th March, 1952.

The Legislative Assembly met in the Assembly Hall, Public Gardens at Ten of the clock, Mr. Speaker (The Hon'ble Shri Kashinath Rao Vaidya) in the chair.

Repolling for the Election of Deputy Speaker

مسٹر اسپیکر - آرڈر، آرڈر - آج کے اجنڈے میں پہلا ایٹم ڈپٹی اسپیکر کے الکشن سے متعلق ری پولنگ کا ہے۔

عام طرز پر طریقہ یہ ہے کہ جب اسپیکر کھڑا ہوتا ہے تو آنریبل ممبرس کو چاہئے کہ جہاں ہیں وہیں بیٹھے رہیں۔ انہیں چلنا پھرنا یا کھڑے رہنا نہیں چاہئے۔ اسپیکر کے آنے سے پانچ منٹ پہلے ہی بل (Beil) اس لئے دیا جاتا ہے کہ آنریبل ممبرس سہولت سے تشریف لائیں اور اسپیکر کے آنے سے پہلے ہاؤس میں اپنی اپنی جگہ لے لیں اگر اسپیکر کے آجانے کے بعد بھی آنریبل ممبرس کی آمد کا سلسلہ جاری رہے تو یہ ٹھیک نہیں۔ لہذا اسکی پابندی کی جائے تو مناسب ہے۔

ڈپٹی اسپیکر کے الکشن کے سلسلے میں کل دو تین آنریبل ممبرس میرے پاس آئے تھے۔ انہوں نے یہ بتلایا کہ صحیح طور پر سیکریسی (Secrecy) برتنے کے لئے بہتر یہ ہوگا کہ الکشن اسی طرح کیا جائے جس طرح کل کونسل آف اسٹیٹ کے الکشنس ہوئے تھے۔ ہاؤس کے لیڈر نے بھی اس سے اتفاق کیا ہے۔ اپوزیشن پارٹی کے ایک لیڈر نے بھی یہی طریقہ سجسٹ (Suggest) کیا ہے۔ میں بھی اسے مناسب سمجھتا ہوں۔ اب میں آپکے سامنے اس سے متعلقہ پروسیجر (Procedure) پڑھ کر سناتا ہوں۔

As two Members have been nominated for election to the office of the Deputy Speaker, the Assembly shall now proceed with the election by ballot. The names of the nominated candidates have been printed on the ballot papers which are kept with the Secretary. Each ballot paper bears an official mark namely the stamp of the Legislative Assembly office. Every Hon'ble Member should obtain a ballot paper from the Secretary and record his vote. With a view to ensuring secrecy of ballot, polling will be held in the office of the Secretary to the Legislative Assembly.

"The elector on receiving a ballot paper shall proceed for the purpose of recording his vote into a place screened from observation provided therefor and shall record his vote in accordance with the instructions set out on the ballot paper. He shall then before quitting such place fold up his ballot paper so as to conceal his vote and shall proceed to the ballot box provided and put the ballot paper so folded up into the ballot box.

Each elector shall vote without undue delay and shall quit the place fixed for the poll as soon as he has put in his ballot paper into the ballot box."

یہ گویا پروسیجر (Procedure) ہے -

گذشتہ مرتبہ ہاؤس میں الکشن ہوئے تھے - میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤس میں الکشن کرنے کی صورت میں سیکریسی (Secrecy) ٹھیک طور سے نہیں رہتی اس لئے کہ ہر بیچ پر پانچ پانچ چھ چھ اراکین بیٹھتے ہیں - ایک آنریبل ممبر کسی کے نام پر چلیبہ لگائے تو دوسرے اس سے واقف ہو سکتے ہیں - اس کے متعلق عذر کیا گیا ہے - اگر چیکہ اس طریقہ پر دوسرے اسٹیش میں ڈپٹی اسپیکر کے الکشن کے لئے عمل نہیں کیا جاتا - لیکن میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس طریقہ پر یہاں عمل کیا جائے تو احتیاط کے مطابق ہوگا اور رولس (Rules) کے خلاف بھی نہ ہوگا -

میں پھر ایک بار اس طریقہ کو اکسپلین (Explain) کر دینا چاہتا ہوں - جن معزز اراکین کو ووٹ دینا ہے وہ سکریٹری کے روم میں چلے جائیں - جہاں انہیں بیلٹ پیپر (Ballot paper) دیا جائیگا - چمبر کے اندرونی حصہ میں ٹیبل اور کرسی کا بھی انتظام کیا گیا ہے وہاں بیلٹ باکس رکھا ہوا ہے - بیلٹ پیپر پر کینڈیڈٹس (Candidates) کے نام ہیں - آنریبل ممبر جس کینڈیڈٹ کو رائے دینا چاہتے ہوں اس کینڈیڈٹ کے نام کے بازو کے خانے میں چلیبہ لگا دیں - گذشتہ مرتبہ میرے پاس ایک دوکیس (Cases) ایسے بھی آئے تھے جن کے متعلق یہ کہا گیا کہ ان میں غلطی سے چلیبہ لگایا گیا ہے - میں سمجھتا ہوں اب کی بار ایسی غلطی نہیں کی جائیگی اور یوں بھی اب ہمیں ووٹنگ کا کافی تجربہ ہو چکا ہے - اس لئے میں اس مرتبہ ایسی غلطی کی توقع نہیں رکھتا - بیلٹ پیپر پر چلیبہ لگانے کے بعد اسے موڑ کر بیلٹ باکس میں ڈال دیں - اس طرح پوری سیکریسی (Secrecy) قائم رہیگی - کسی کو معلوم نہ ہوگا کہ کس آنریبل ممبر نے کس کینڈیڈٹ کو اپنا ووٹ دیا ہے - امید ہے کہ یہ طریقہ ہاؤس بھی پسند کریگا - اگر کسی کو اس طریقہ کے متعلق کچھ اعتراض ہو تو وہ اسے ظاہر فرما سکتے ہیں -

The Hon'ble Shri Phoolchand Gandhi (Public Health and Education Minister) : Not as an objection, but as a matter of clarification, I would like to ask whether the Secretary will be considered as Returning Officer for this election.

Mr. Speaker : The point is that practically the Secretary will do all the work.

میں اس کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ رٹرننگ آفیسر (Returning Officer) ان معنوں میں جیسا کہ ہم سمجھتے ہیں نہیں رہینگے - جو امیدوار ہیں انہیں وہاں موجود رہنے کا اختیار بھیگا - اسکروٹنائیزر (Scrutinizer) کا جو پروسیجر (Procedure) پہلے تھا وہ اب بھی اڈاپٹ (Adopt) کیا جائیگا - پولنگ کے لئے دو گھنٹے کا وقت دیا جاتا ہے - میں سمجھتا ہوں اس عرصہ میں (۱۷۱) ممبرس کی ووٹنگ مکمل ہو جائیگی -

The Hon'ble Shri V. B. Raju (Labour and Rehabilitation Ministor) : Mr. Speaker, Sir, can the election take place outside the House?

Mr. Speaker : There is nothing in the rules to say that it must be conducted in the House. In fact, it would be only by ballot. Whether it should be in the House or outside the House should not bother us in view of the fact that although we are not in the House, we are in the Legislative Assembly premises. This is meant only for the convenience as suggested by some Hon'ble Members.

The Hon'ble Shri Phoolchand Gandhi (Public Health and Education Minister) : Mr. Speaker, Sir, It is laid down in the rules that the election of the Deputy Speaker will be on the same lines as that of the Speaker. Is this the way in which the Hon'ble the Speaker was elected?

مسٹر اسپیکر - اس میں شک نہیں جو طریقہ ہم نے پہلے اختیار کیا تھا اس سے یہ طریقہ مختلف ہے لیکن میں سمجھتا ہوں اگر ہاؤس کی رضامندی ہو تو کوئی بھی پروسیجر (Procedure) اڈاپٹ (Adopt) کیا جاسکتا ہے اور وہ قابل قبول ہوگا - اس لحاظ سے جو سجیشن (Suggestion) پیش ہوا ہے اسکو میں نے ہاؤس کے سامنے رکھا - اگر ہاؤس اسکو پسند کرتا ہے تو اسکو اڈاپٹ کیا جائیگا - اس میں شک نہیں کہ رولس (Rules) کے مطابق اسپیکر کے الکشن کے لئے جو پروسیجر ہے ڈپٹی اسپیکر کے الکشن میں بھی وہی پروسیجر ابزرو (Observe) کیا جانا چاہئے لیکن ہاؤس کے کنسنٹ (Consent) سے کوئی بھی طریقہ اختیار کیا جانا نامناسب نہیں - اس لحاظ سے بارہ یا سوا بارہ بجے تک ووٹنگ کے لئے وقت دیا جائیگا - اسکے بعد کوٹنگ (Counting) ہوگی - پھر دو بجے ہاؤس یہاں ری اسمبل (Re-Assemble) ہوگا اور اس وقت اسکروٹنائیزرس کی رپورٹ پڑھ دی جائیگی -

An Hon'ble Member : Mr. Speaker, Sir, I want to enquire as a matter of clarification whether the ballot papers which will be supplied today will contain five or six names like those of the previous day or will contain only two names?

Mr. Speaker : only two names.

شری داجی شنکر راؤ (عادل آباد) - اس سے پہلے جیسا کہ آنریبل اسپیکر نے فرمایا آنریبل اسپیکر آنے سے پہلے گھنٹی بجائی جاتی ہے تمام آنریبل ممبرس کو اس سے پہلے ہاؤس میں آجانا چاہئے۔ جس وقت آنریبل اسپیکر کھڑے ہوں تو نہ کوئی ممبر اٹھے نہ چلے پھرے اور نہ کوئی ہاؤس میں داخل ہو لیکن دشواری یہ ہے کہ ممبرس کے دستخط کے لئے جو رجسٹر رکھا گیا ہے وہ صرف ایک ہی ہے۔ تقریباً (۱۶۰) معزز ارکان کو وہاں کیو (Queue) بنا کر دستخط کرنے پڑتے ہیں۔ جس کے لئے کافی وقت صرف ہوتا ہے۔ اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ دو تین رجسٹر مختلف مقامات پر رکھے جائیں تو اس میں نہ کوئی بے ضابطگی ہوگی اور نہ دقت بلکہ سہولت سے وقت پر ممبرس ہاؤس میں داخل ہوسکیں گے۔

مسٹر اسپیکر - میں سمجھتا ہوں یہ ایسے چھوٹے چھوٹے عذرات ہیں جنہیں ہاؤس کے سامنے نہیں آنا چاہئے۔ اگر اس میں کوئی دقت محسوس ہو رہی ہو تو وقت سے پہلے آنا چاہئے۔ علاوہ اسکے اسکا بھی لزوم نہیں کہ ہاؤس میں داخل ہونے سے پہلے ہی رجسٹر حاضری پر دستخط کی جائے۔ بہر حال ان چھوٹی چھوٹی باتوں کا فیصلہ آسانی سے آپ خود ہی کر لے سکتے ہیں۔ اتفاق کی بات ہے کہ ہاؤس میں آنے کے ساتھ ہی اسپیکر کو کھڑا ہونا پڑا کیونکہ ایک پروسیجر بتاتا تھا۔ ظاہر ہے جب آئندہ ہاؤس کے سامنے بلز (Bills) یا کوئسچنس (Questions) پیش ہونگے تو اس کا امکان بہت کم رہیگا کہ اسپیکر کو ہاؤس میں آنے ہی کھڑے رہنے کی ضرورت ہو۔ بہر حال یہ باتیں پیش نظر رکھی جائیں۔

The Hon'ble Shri Devi Singh Chauhan (Rural Reconstruction Minister) : Mr. Speaker, Sir, we have spent 15 or 17 minutes in taking instructions and I would request that the time for voting should be extended to 12-30 p.m.

Mr. Speaker : Yes, Full two hours will be given and I think that time will be sufficient.

میں یہ بھی ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ بارہ بجکر بیس منٹ یا جو بھی وقت مقرر کیا جائیگا اس وقت کے اندر جتنے ووٹرس پولنگ کے مقام پر حاضر رہیں گے انہیں ووٹ

دینے کا ادھیکار رہیگا۔ اگر موجودہ ممبرس کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے وقت ناکافی ہو تو بقیہ ممبرس بعد میں بھی ووٹ دے سکیں گے۔

میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی میں نے جو طریقہ بتایا ہے وہ آنریبل ممبرس کو منظور ہے یا نہیں۔ اگر منظور ہے تو ہم اسی طریقے سے کام لینگے۔ کوئی آنریبل ممبر اس سے اختلاف رکھتے ہوں تو پھر میں پہلے طریقے کو اڈاپٹ کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ کسی آنریبل ممبر کے دل میں کسی قسم کا شبہ نہ رہے اور کوئی شیڈ آف ڈاؤٹ (Shade of doubt) نہ آئے۔

The Hon'ble Shri Phoolchand Gandhi (Public Health and Education Minister): Mr. Speaker, Sir, I have no objection to follow the procedure laid down, but if the whole House unanimously agrees to the procedure or for the deviation from the Rules, is it allowed to over-rule the Statutory Rules, already laid down?

Mr. Speaker: The Rule is that it should be by ballot. Of course, we have followed a particular procedure. Rule 6 of the Provisional Rules, of course, relates to the election of the Speaker, and it says that:—

Rule 6 (3) :

“.... If more than one Member has been so nominated, the Assembly shall proceed to elect the Speaker by ballot.”

Rule 6 (5) :

“Where more than two candidates have been nominated and at the first ballot no candidate obtains more votes than the aggregate votes obtained by the other candidates, the candidate who has obtained the smallest number of votes shall be excluded from the election and balloting shall proceed, the candidate obtaining the smallest number of votes at each ballot being excluded from the election, until one candidate obtains more votes than the remaining candidates or than the aggregate votes of the remaining candidates, as the case may be. The candidate who obtains more votes than those obtained by the remaining candidates or than the aggregate votes obtained by the remaining candidates, as the case may be, shall be declared to have been elected as Speaker.”

Rule 6 (6) :

“Where at any ballot any two candidates obtain an equal number of votes and one of them has to be excluded from the election under sub-rule (5), the question shall be decided by the person presiding by exercising his casting vote.”

Rule 6 (7) :

“Where at any ballot any three or more candidates obtain an equal number of votes and one of them has to be excluded from the election under sub-rule (5), the determination, as between the candidates whose votes are equal, of the candidate who is to be excluded shall be by drawing of lots.”

Rule 7 :

“When, owing to the existence of a vacancy in the office of Deputy Speaker the election of Deputy Speaker is necessary, the Government shall fix a date for the holding of the election. The provisions of Rule 6, shall, so far as may be, apply to such election.”

ایسی صورت میں میں سمجھتا ہوں کہ کوئی پیچیدگی پیدا نہوگی۔ البتہ میں چاہتا ہوں کہ ہاؤس کو اس بارے میں کوئی اختلاف رائے نہ رہے۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے (اپا گوڑہ)۔ ادھیکش مہودے۔ جیسا کہ ابھی آپ نے فرمایا ڈپٹی اسپیکر کے الیکشن کے لئے جو طریقہ رہیگا وہ سیکریسی (Secrecy) کے مد نظر اختیار کیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں ہاؤس کو اس میں کوئی اعتراض نہونا چاہئے۔ میں اسکی تائید کرتا ہوں۔ اسی طریقہ سے الیکشن ہو تو زیادہ اچھا ہے۔

مسٹر اسپیکر۔ اب میں اس کا پروسیجر ہاؤس کے سامنے رکھتا ہوں۔ میں ہاؤس کے سامنے یہ کوسچن (Question) رکھتا ہوں کہ جو لوگ اسکی تائید میں ہوں وہ ”اے“ کہیں اور جو اختلاف رکھتے ہوں وہ ”نو“ کہیں۔ میں والیوم (Volume) سے اندازہ کرونگا کہ موافق کتنے ہیں اور مخالف کتنے۔ اگر چیکہ یہ بات اہم نہیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ ہاؤس اس پروسیجر سے واقف ہو جائے۔

اب اس طریقے سے جو آنریبل ممبرس متفق ہیں وہ ”اے“ کہیں ہاؤس۔ اے

مسٹر اسپیکر۔ اور جو آنریبل ممبرس خلاف ہوں وہ ”نو“ کہیں۔

No-Noes Ayes have it.

اب میں کونٹنگ (Counting) کے لئے دو اسکروٹائیزرس (Scrutinizers) مقرر کرتا ہوں۔ پہلے جن آنریبل ممبرس نے اسکروٹائیزرس کی خدمات انجام دی تھیں وہی ممبرس سہرانی کر کے اب بھی اپنی خدمات ہاؤز کو دیں۔ یعنی آنریبل ممبر شری گوپال راؤ ایکبوتے اور آنریبل ممبر شری گروا ریڈی۔

اب دس بجکر چھپیس منٹ ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں ووٹنگ کے لئے بارہ بجکر تیس منٹ تک وقت دیا جانا مناسب ہوگا۔ مجھے امید ہے کہ اس وقت تک ووٹنگ ختم ہو جائے گی۔ دو بجے سے ڈسکشن (Discussion) کا سلسلہ جاری رہے گا۔ آپ پہلے بھی ووٹنگ میں حصہ لے چکے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اب ووٹنگ کے لئے زیادہ وقت کی ضرورت نہیں ہوگی۔ جنکو آپ ووٹ دینا چاہتے ہیں انکے نام کے بحاذی چلیا لگانا ہی تو ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ کام جلد ختم ہو جائیگا۔ کینڈیڈٹس (Candidates) کو موقع رہیگا کہ پولنگ کے مقام پر رہیں۔ سکرٹری صاحب بھی وہاں رہینگے۔ آپ اگر یہ چاہتے ہیں کہ بیلٹ باکس میرے کمرے میں رکھا جائے تو ایسا بھی ہو سکتا

ہے یا اگر آپ یہ چاہتے ہوں کہ میں خود وہاں چلا جاؤں تو یہ بھی ممکن ہے۔ یا اگر آپ اس کروٹائیزرس اور کینڈیڈٹس کی موجودگی کو کافی سمجھتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں میری ضرورت نہوگی۔ یا اگر آپ ضرورت سمجھتے ہیں تو بارہ بجکر ۳ منٹ پر بیلٹ باکس ایوان میں لایا جائیگا اور یہیں کھولا جائیگا۔ میں سمجھتا ہوں اس بارے میں بھی کسی کو عذر نہوگا۔

شری وی۔ ڈی۔ دانشپا نڈے - جب وہاں اس کروٹائیزرس اور کینڈیڈٹس رہتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اسپیکر صاحب کو زحمت دینے کی ضرورت نہیں۔
مسٹر اسپیکر - گنتی میرے سامنے ہی ہو تو زیادہ مناسب ہوگا۔ تکلیف کی کوئی بات نہیں یہ تو میرے فرائض میں داخل ہے۔

Shri J. K. Praneshacharya (Tandur) : Who is the Returning Officer ? Ballot papers should be issued in the presence of the Presiding or Returning Officer. Since this is a technical question, I seek clarification.

مسٹر اسپیکر - اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر کے الکشن کا جو طریقہ ہے اس میں کچھ نہ کچھ فرق ہونا چاہئے جیسا کہ آنریبل منسٹر شری پھولچند گاندھی نے کہا۔ سکریٹری صاحب کی پوزیشن رٹرننگ آفیسر کی ہوگی۔ وہ میرے کمرے میں باکس لاکر کھولینگے۔ اب ساڑھے دس ہوچکے ہیں۔ ساڑھے بارہ تک ووٹنگ ہوگی۔ اگر کوئی آنریبل ممبر ساڑھے بارہ کے بعد آئیں تو انکا ووٹ ریکارڈ نہیں کیا جائیگا۔

شری گوپال راؤ اکبوتے (چادرگھاٹ) - ۱۷ ووٹس کے لئے میں سمجھتا ہوں ایک باکس کافی نہوگا۔ اس لئے دو باکس مختلف کمروں میں رکھے جائیں تو سہولت ہوگی۔ کیونکہ ایک ممبر کے لئے اگر ایک منٹ بھی صرف ہو تو اس لحاظ سے وقت کافی نہیں۔

مسٹر اسپیکر - سابق میں بعض آنریبل ممبرس نے دو باکس رکھنے پر اعتراض کیا تھا۔ سیکریسی (Secrecy) مینٹین (Maintain) کرنے کے لئے ایک باکس رکھنا اچھا ہے۔ اگر کام بھرتی سے کیا جائے تو اس وقت میں ختم ہو سکتا ہے۔

شری گرواریڈی (سدی پیٹھ) - مجھے ایک چھوٹا ساجیشن (Suggestion) پیش کرنا ہے کہ باکس اگر لابی (Lobby) میں رکھا جائے تو مناسب ہے کیونکہ سکریٹری صاحب کے کمرے میں بیٹھنے کے لئے جگہ نہیں۔

مسٹر اسپیکر - سکریٹری صاحب کا کمرہ دور نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں ممبرس اس حال میں بیٹھ سکتے ہیں۔ جب ایک مرتبہ کسی چیز کو طے کر دیا جائے تو بار بار اسکو بدلنا مناسب نہیں۔

اب ہاؤز برخاست کیا جاتا ہے۔ دو بجے پہر ملینگے۔

The Assembly then adjourned for lunch till Two of the clock.

The Assembly re-assembled after lunch at Two of the clock, Mr. Speaker (The Hon'ble Sri Kashinath Rao Vaidya) in the chair.

Mr. Speaker: The scrutinisers have submitted their report according to which I find that 78 votes are in favour of Shri Srinivasrao Ekehlikar and 86 votes are in favour of Shri Pampan Gowda (Cheers from the Opposition Benches) and three votes have been rejected. The total number of votes polled is 167. So, according to this, Shri Pampan Gowda is declared elected for the office of Deputy Speakership. (Loud and continued cheers from Opposition Benches.)

I very heartily congratulate Shri Pampan Gowda upon his election and I not only hope, but am sure that he will co-operate with me as well as with the House.

Now, yesterday's discussions will continue.

Discussion on the Amendments to the Motion for Vote on Account

(Shri Papi Reddy continued his Speech).

شری پاپی ریڈی (ابراہیم پٹن - عام) - مسٹر اسپیکر، سر - کل میں اپنے ڈسکشن میں یہ کہہ رہا تھا کہ تلنگانہ موومنٹ ایک ماس موومنٹ ہے - کس پارٹی کی جانب سے لوگوں کو مشتعل کرنے کی وجہ سے یہ موومنٹ نہیں چل رہی ہے - اسکے بنیادی وجوہات ہیں - موومنٹ ماسس ہی کی جانب سے ہوا کرتی ہے - چند لوگوں کے کہنے پر ماسس کوئی بڑا اقدام نہیں کرتے - میں آپ کو آنریبل پرائیم منسٹر ہی کے خیالات جو انہوں نے اپنی کتاب "Glimpses of World History" میں لکھے ہیں پڑھ کر سنا چاہتا ہوں - ایک پیرا گراف میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں -

"Ideas and economic conditions make revolutions. Foolish people in authority blind to everything that does not fit in with their ideas, imagine that revolutions are caused by agitators. Agitators are people who are discontented with existing conditions and desire a change and work for it. Every revolutionary period has its full supply of them; they are themselves the outcome of the ferment and dissatisfaction that exist. But tens and hundreds of thousands of people do not move to action merely at the bidding of an agitator. Most people desire security above everything; they do not want to risk losing what they have got. But when economic conditions are such that their day-to-day suffering grows and life becomes almost an intolerable burden, then even the weak are prepared to take risks. It is then that they listen to the voice of the agitator who seems to show them a way out of their misery."

میں اس پر زیادہ بحث کرنا نہیں چاہتا - یہ کہا جاتا ہے کہ تلنگانہ میں دراصل لیڈر ہر ایلم نہیں ہے - صرف تلنگانہ کے مسئلہ کو اکسپلائیٹ کر کے ایک رنگین تصویر

بنا کر پیش کی جا رہی ہے۔ بیشک میں بھی یہی کہتا ہوں کہ یہ ایک رنگین تصویر ہے جو کسانوں اور مزدوروں کے خون سے رنگی ہوئی ہے۔ دوسری چیز جس پر میں ہاؤس کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ کہ ایک ڈاکیومنٹ ہاؤس کے سامنے رکھا گیا۔ اس پر میں تفصیل سے بحث کرنا نہیں چاہتا۔ صرف ایک لفظ کے متعلق کہوں گا جسکو بار بار دہرایا گیا۔ وہ ہے (Overthrow of Nehru-Patel Government)۔ ان الفاظ کو اس انداز سے بیان کیا گیا کہ ہاؤس متاثر ہو۔ میں بتانا چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ ایک ایسی مشنری ہے جو اڈمنسٹریشن کو چلاتی ہے۔ ہسٹری یہ بتاتی ہے کہ گورنمنٹ میں تبدیلیاں ہوتی ہیں۔ حیدرآباد کو لیجئے۔ اسکی منسٹری میں آصف جاہی کینیٹ آئی۔ وہ گئی۔ لائق علی کینیٹ آئی۔ وہ گئی۔ دوسری آئی۔ اب بھی ایک دوسری کینیٹ موجود ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ نہرو پٹیل گورنمنٹ کو محض نہرو پٹیل گورنمنٹ ہونے کی وجہ سے اوور تھرو (Overthrow) کرنا کوئی گناہ ہے۔ کوئی گورنمنٹ جو بر سر اقتدار ہو اگر رعایا کی بیسک نیڈس (Basic needs) کو نہ دیکھے تو اس کو اوور تھرو کرنے کا حق رعایا کو حاصل ہے۔ اوور تھرو کس طرح کرنا چاہئے یہ عوام پر ہے۔ چند آنریبل ممبرس یہ کہتے ہیں کہ ہم بھی ریولیوشنری (Revolutionary) ہیں۔ ہم بھی آپ کے ساتھ رہے ہیں۔ ہوسکتا ہے یہ آپ کا خیال درست ہو۔ یہ لوگوں پر منحصر ہے کہ وہ اپنے مسائل حل کرنے کے لئے جو راستہ مناسب سمجھتے ہوں اختیار کریں۔ میں تفصیلات میں جانا نہیں چاہتا کہ وہ اس زمانے میں ہمارے ساتھ تھے یا نہیں۔ انکے ویوز (Views) اس زمانے میں کیا تھے۔ عملی طور پر انہوں نے حصہ لیا یا نہیں۔

پری پولیس ایکشن ڈیز (Pre-Police Action Days) میں یہاں کی سب سیاسی پارٹیوں نے جن میں پارٹی ان پاور (Party-in-power) بھی شامل ہے اسٹرگل (Struggle) کیا۔ انہوں نے کال دیا لیکن ہم نے اسکو عمل میں لایا۔ ان میں بھی دو گروپس تھے۔ آنریبل چیف منسٹر نے ہمارے دو گروپس کی طرف اشارہ کیا لیکن آپ میں تو کوئی گروپس تھے۔ اور ہیں۔ ایک گروپ باہر سرحدوں پر لڑتا رہا۔ وہ بھی بندوقوں کا استعمال کرتا رہا۔ دوسرا سٹی میں تھا۔ اس وقت کی حکومت کے خلاف آپ نے کیا کیا کیا۔ اسکا ثبوت ہمارے پاس ہے۔ کیونکہ ہم نے بھی اس میں حصہ لیا ہے۔ تلنگانہ کی اسٹرگل (Struggle) کو آپ گوریلا وار کہتے ہیں۔ لیکن ہم نے بیٹل (Battle) میں حصہ لیا ہے۔ ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے۔ اس طرح ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے کہ بڑے بڑے سورما پیٹھ دکھا کر بھاگ گئے۔ معمولی تعداد سے دگنی اور تگنی تعداد کا مقابلہ کیا ہے۔ آنریبل ممبر اسے رومانٹیسزم (Romanticism) کہتے ہیں۔ کیا ہزاروں گولیوں کا مقابلہ کرنا آپ کی نظر میں رومانٹیسزم ہے؟ لیکن میں عرض کروں گا جیسا کہ چیف منسٹر نے کہا یہ مشکل سے مشکل تر اور مشکل تر سے مشکل ترین ہے۔ ایک باضابطہ فوج کے ساتھ جس کے پاس سب کچھ ہو ٹوٹے پھوٹے ہتیاروں سے مقابلہ کرنا معمولی بات نہیں۔ اس کا سمجھنا مشکل ہے کہ ہم نے کس

طرح مشکل سے مقابلہ کیا۔ ہم اس وقت اسی سر زمین پر تھے۔ بارڈر کے پاس نہیں تھے۔ یہیں رہ کر اپنی ماں بہنوں کی عزت کی حفاظت کر رہے تھے جس طرح ایک ”سن آف دی سائیل (Son of the soil)“ کو اپنا حق ادا کرنا چاہئے۔ کیا اسی کو رومانٹسزم کہتے ہیں۔ میں آپ ہی کی وکابری (Vocabulary) کا استعمال کر رہا ہوں۔

میں نہیں چاہتا کہ تفصیلات میں جاؤں اور اگر میں اپنی کہانی سناؤں تو ایک بڑا ناول ہو جائیگا۔ میرے ڈینشن (Detention) کے آرڈر میں تو لکھا گیا تھا کہ ”You are the Robin Hood of Deccan“ اتنا بڑا اعزاز دیا گیا۔ اتنی بڑی عزت کی ضرورت نہ تھی۔ خیر میں شکریہ ادا کرتا ہوں ان لوگوں کا جنہوں نے مجھے یہ اعزاز عطا کیا۔ تلنگانہ میں جو قربانیاں ہم نے دی ہیں انکو نظر انداز کر کے یہ کہا جاتا ہے کہ یہ رومانٹسزم ہے۔ پولس ایکشن کے بعد جب یونین کی فوج یہاں داخل ہوئی تو اس وقت بیمار تھا اور بارڈر (Border) پر تھا۔ مجھے معلوم ہے کہ یہاں کی فوجوں نے یونین کی فوجوں کا مقابلہ نہیں کیا۔ یونین کی فوجیں داخل ہو گئیں۔ اور تین چار دن میں پارٹیوں پر پابندیاں لگادی گئیں۔ اس پر بھی غور نہیں کیا گیا کہ ان پارٹیوں کا کیا پروگرام ہے۔ یہ خود اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ ہر پارٹی کو کچل دینا چاہتے ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہتھیار چھوڑ کر جو لوگ آپ کے سامنے آئے انکے ساتھ آپ نے کیا سلوک کیا۔ آپ نے کسی کو ٹھورس کمیونسٹ (Notorious Communist) کہہ کر گرفتار کر لیا اور کسی کو کچھ کہہ کر۔ میں نہیں سمجھتا یہ ٹھورس کمیونسٹ کیا ہے۔ سیرس کمیونسٹ (Serious Communist) کونسا ہے۔ ڈینجرس کمیونسٹ (Dangerous Communist) کونسا ہے۔ اور معمولی کمیونسٹ کونسا۔ ممکن ہے گورنمنٹ کی پولیس نے اس بارے میں کوئی خاص وکابری (Vocabulary) بنائی ہو۔ اسکے بعد رپریشن (Repression) کا دور شروع ہوا۔ تلنگانہ کے کسانوں نے اپنے مسائل کی طرف دیکھا کہ وہ حل ہو رہے ہیں۔ یا نہیں۔ یہ نہیں دیکھا کہ آصف جاہی گورنمنٹ ہے یا لائق علی گورنمنٹ ہے یا نہرو گورنمنٹ۔ انہوں نے دیکھا کہ نام بدل رہے ہیں لیکن ابھی پالیسی نہیں بدلی۔ آپکا رپریشن جاری رہا۔ فورس منگوائے گئے۔ اسکا کافی ثبوت ہے۔ کل میں نے ایک لفظ استعمال کیا تو برا معلوم ہوا۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کیا کوئی صداقت سے کہہ سکتا ہے کہ ریس (Rapes) ہوئے ہی نہیں۔ میں آئریبل ممبر سے پوچھتا ہوں کہ کیا تلنگانہ میں ریس نہیں ہوئے۔ اسکو جھٹلانا ممکن نہیں۔ میرے پاس ثبوت موجود ہیں۔ تلنگانہ میں وہ ماں بہنیں موجود ہیں۔ اگر آپ دیکھنا چاہیں تو میں پیش کر سکتا ہوں۔

The Hon'ble Shri Phoolchand Gandhi (Public Health and Education Minister): On a point of order, Sir, the Hon'ble Member is again violating the order, given by the Hon'ble Speaker yesterday.

Shri V. D. Deshpande (Ippaguda): Mr Speaker, Sir, I do not think that, in any way, the Hon'ble Member from Ibrahimpatnam is dishonouring your direction. It is the right of every Member of this House to express his feelings unfettered as long as it is not unconstitutional. When hundreds and thousands of such rape instances are taking place in Telangana, and we are going to demand for a Commission about them and are prepared to prove that such things are happening in thousands of villages, I can't understand why our real feelings should not be expressed under this plea or that plea. Therefore, I submit that such interruptions on behalf of the Ruling Party are quite unnecessary and not appreciable.

Shri M. S. Rajlingam (Warangal): I feel that they are not relevant to the subject in question.

مسٹر اسپیکر - میں سمجھتا ہوں کہ جو لفظ کل استعمال کیا گیا تھا اسے انہوں نے واپس لے لیا ہے۔ لیکن جنرل طور پر انکا رفرنس دیا جا رہا ہے۔ جنرل رفرنس دیا جاسکتا ہے۔ لیکن ان چیزوں پر زیادہ بحث کرنا مناسب نہوگا۔ کل بھی انہوں نے کافی دیر تک سپیچ (Speech) دی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انکے اور بھی پوائنٹس ہونگے جو ہاؤس کے سامنے رکھے جاسکتے ہیں۔ وقت بھی زیادہ ہوتا جا رہا ہے۔ ممکن ہے بعد میں ٹائم لمٹ (Time limit) لگائی پڑے۔

شری پاپی ریڈی - مجھے معلوم ہے کہ اور بھی ممبرس ہیں جنکو تقریر کے لئے وقت کی ضرورت ہے۔ لیکن ایک پائینٹ آف آرڈر ریز کر کے ایک حقیقت پر پردہ ڈالا جا رہا ہے۔ میں ہاؤس کے سامنے یہ چیز صاف صاف کہہ دینا چاہتا ہوں کہ پولیس اور فورسز کی وجہ سے بہت سے واقعات ہوئے ہیں انکو واپس کر کے شہری کو صاف کیا جائے۔ پچھلے دور میں بھی یہی ہوا۔ میں کہہونگا کہ اگر آپ پولیس رکھیں تو اسکی ضرورت ہے اور اگر نہ رکھیں تو اسکی ضرورت نہیں۔ ہر جمہوریت پسند آدمی یہ چاہتا ہے کہ یونین فورسز کو جلد سے جلد گھوڑے پر سوار کر کے واپس بھجوا دیا جائے تاکہ ہمارے پیس (Peace) میں خلل نہو اور ان پر جو اکسپنسز (Expenses) ہو رہے ہیں ہم انہیں نیشن بلڈنگ ورکس (Nation Building Works) کے لئے استعمال کر سکیں۔

مجھے جیلوں کے بارے میں بھی کچھ عرض کرنا ہے۔ کیونکہ مجھے کم از کم لائق علی حکومت کے زمانہ میں جیل میں رہنے کا موقع ملا ہے۔ جیلوں کے لئے جو رقم رکھی گئی ہے اس میں کمی ہونی چاہئے اور اسی کے لئے ایک اسٹڈنٹ لایا گیا ہے۔ شاید ہاؤس کو یہ خیال ہو کہ رقم میں کمی چاہی جاتی ہے اور ساتھ ہی قیدیوں کو سہولتیں دینے کا مطالبہ بھی کیا جاتا ہے۔ ہاں یہ صحیح ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ جو بجٹ منظور ہوتا ہے اسکو صحیح معنوں میں استعمال کرنا چاہئے۔ اس مد میں جو

ایمس ہیں وہ اتنے ارریلیونٹ (Irrelevant) ہیں کہ اصل مطلب تو پورا نہیں ہوتا اڈمنسٹریشن پر فضول خرچہ ہوتا ہے۔ کئی چیزیں ایسی ہیں جو محض ڈپارٹمنٹ کے ہامپ اینڈ شو (Pomp and show) کے لئے ہوتی ہیں۔ انہیں ختم کیا جائے اور اس طرح بچنے والی رقم کو قیدیوں اور نظر بندوں کے رہن سہن کے انتظامات اور غذا پر صرف کیا جائے۔ کئی بیمار قیدی ایسے ہیں جنہیں پیلوڈرین (Paludrine) کی گولی تک نہیں ملتی۔ جیلوں میں ایسے کمرے ہیں جن میں آڑا تک نہیں سو سکتے۔ مجھے خود ایک گمچی میں رکھا گیا تھا۔ جس میں آڑا نہیں سو سکتے۔ جیل کے کمروں کے ڈبل دروازے ہوتے ہیں۔ ایک اندر سے اور دوسرا باہر سے۔ ان ساری سختیوں کے باوجود یہ کہا جاتا ہے کہ انتقام نہیں لیا جا رہا ہے۔ کیا یہ پولیٹیکل پرنسرس (Political Prisoners) کے رکھنے کا طریقہ ہے۔ یہ انتقام نہیں تو کیا محبت سے کیا جا رہا ہے ؟

ایک اور چیز کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ڈیٹینیوز (Detenues) کو جب ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا جاتا ہے تو انکے ساتھ ایک گارڈ ہوتا ہے جسکو ” بدرقہ “، کہا جاتا ہے۔ اس بدرقہ کے ساتھ ایک جیل سے دوسری جیل میں بھیجا جاتا ہے۔ اور یومیہ بھتہ چھ آنے دیا جاتا ہے۔ یہ ہے ڈیٹینیوز پر خرچ۔ جو قابل توجہ ہے۔ خرچ کس پر کیا جاتا ہے۔ باغوں پر۔ تاکہ گوبی اور ٹمائے کھانے کو ملیں۔ افسروں کے پاس ان باغوں سے ترکاریاں جاتی ہیں۔ ہر ڈپارٹمنٹ کی فرمائش وہاں آتی ہے۔ آنریبل فنانس منسٹر تو کہتے ہیں کہ ہم ڈیٹینیوز (Detenues) کے لئے بجٹ میں گنجائش رکھتے ہیں لیکن میرا تجربہ اور ہے۔ میں تین سال وہاں رہ کر سرٹیفکیٹ حاصل کر چکا ہوں۔ مجھے معلوم ہے وہاں انڈسٹریز کا فنڈ ہے لیکن کیا ان فرمائشوں کی تکمیل کے بعد فنڈ بڑھ سکتا ہے؟ کیا آپکو معلوم ہے کہ وہاں کے جوانوں کو جنہیں ” برقنداز “، کہا جاتا ہے کس طرح استعمال کیا جاتا ہے۔ داروغہ کے مکان پر کچھ۔ سپرنٹنڈنٹ کے مکان پر کچھ۔ اسسٹنٹ کے مکان پر کچھ۔ اور یہ برقنداز ڈیٹینیوز کے ساتھ ایسا پیرخانہ سلوک کرتے ہیں کہ جو انکے بید کھائے ہیں وہی اسکو بہتر جان سکتے ہیں۔ کیا آپ جیل کے اسی انتظام کے لئے اتنا بجٹ منظور کروانا چاہتے ہیں۔ آخر آپکی پالیسی کیا ہے یہ تو بتلا دیجئے۔

اب میں لینڈ پرابلم کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ آنریبل چیف منسٹر نے کہا کہ تلنگانے کا پرابلم لینڈ پرابلم (Land Problem) نہیں۔ تو کیا وہ کھانا زیادہ ہو کر لڑ رہے ہیں۔ نہیں میں کہوں گا کہ تلنگانے کا پرابلم لینڈ پرابلم ہے۔ ہمارے پاس جو بھی طریقہ ہے وہ پرانا سڑا ہوا طریقہ ہے۔ بیشک ہم جاگیرداروں کے خلاف ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ (”Land to the tiller“) کا طریقہ ہو۔ آپ کہتے ہیں کہ وہاں رعیت واری سسٹم ہے۔ اگر تلنگانہ میں رعیت واری سسٹم ہوتا تو چنا ریڈی ہرتاب ریڈی کو ایک لاکھ ۳۰ ہزار ایکڑ کا پٹہ نہ ہوتا۔ اسی کو آپ رعیت واری

مسلم کہتے ہیں - ایسے ایک دو دیسکھ وہاں نہیں ہیں - انکے مظالم یحد بڑھے ہوئے ہیں - آپ انکے مظالم کو نہیں جانتے - انکی حالت یہ ہے کہ گاؤں میں کوئی شخص چیل پنکر نہیں جاسکتا - اگر کوئی گھوڑے پر بیٹھ کر گاؤں میں سے گزرتا ہے تو اسے جوتے مارے جاتے ہیں - لوگ غلام سمجھے جاتے ہیں - یہ صرف زمین کی وجہ سے ہے - پھر تلنگانہ کا پرایلم لینڈ پرایلم نہیں تو اور کیا ہے ؟

ٹاپ ہیوی اڈمنسٹریشن (Top-heavy administration) کے بارے میں یہ کہا گیا کہ گوروالا کمیٹی کی سفارشات عمل میں لائی جارہی ہیں - لیکن میں کہوں گا کہ یہ سفارشات صرف اہلکاروں ، صیغہ داروں اور چھوٹے درجہ کے لوگوں کی حد تک عمل میں آرہی ہیں - بڑے درجہ کے لوگ اس سے بالکل محفوظ ہیں - بہر حال میں یہ کہوں گا کہ ٹاپ ہیوی اڈمنسٹریشن اگر آنا فانا بدلانا نہ جاسکے تو کم از کم اب جبکہ فل پاپولر (Full popular) کانگریس گورنمنٹ آچکی ہے اسے جلد سے جلد ختم کرنا چاہئے - گزیٹڈ عہدہ داروں کی تعداد جو زیادہ ہے اسے کم کر کے زیادہ مڈل کلاس سرونٹس رکھے جاسکتے ہیں - میرا ذاتی تجربہ ہے کہ گزیٹڈ عہدہ دار کام کم کرتے ہیں - جو کچھ کام کرتے ہیں وہ مڈل کلاس آفیسرس یا اہلکار کرتے ہیں - گزیٹڈ عہدہ داروں کا کام تو بس سائن (Sign) کرنا ہے - آپ تخفیف تو کرتے ہیں مگر دوسرے راستے سے کرتے ہیں جو صحیح راستہ نہیں -

You are starting at the other end, not affecting the people whom it should affect.

میں کہوں گا کہ یہ جو تخفیف کے ذریعہ پیروزگاری کو بڑھایا جا رہا ہے اسکو روکا جائے - چیراسیوں یا کرس کو تخفیف کرنے سے ٹاپ ہیوی اڈمنسٹریشن میں کمی نہیں ہوسکتی - گوروالا کمیٹی کی سفارشات کو رویہ عمل لانے سے کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا - شاید میں ہاؤس کا کافی وقت لے چکا ہوں لہذا پھر کسی وقت اپنے خیالات کا اظہار کرونگا - میری استدعا ہے کہ ان پوائنٹس کو سامنے رکھتے ہوئے لیڈر آف دی ہاؤس اور موجودہ کمیٹی پولیس بجٹ پر غور کرے - سنہ ۵۱ - ۱۹۵۲ ع کا جو اسٹیمینٹ بجٹ تھا اس سے موجودہ بجٹ میں صرف (۴۰) لاکھ کا فرق ہے - تو پھر ہم یہ کیسے توقع کرسکتے ہیں کہ آپ یونین پولیس کو واپس کر رہے ہیں - میں نہیں سمجھتا کہ باہر کی فورس واپس ہو جانے کے بعد فرق صرف (۴۰) لاکھ کا ہی ہوسکتا ہے - میرے خیال میں تقریباً دو کروڑ کا فرق ہونا چاہئے - لہذا میں پر زور اپیل کرتا ہوں کہ جو بجٹ پیش ہوا ہے اسے روائیز (Revise) کیا جائے - اور باہر سے آئی ہوئی پولیس فوراً واپس کردی جائے - یہاں آپ نے پیج - بس - آر - پی بٹالین قائم کئے - لیکن آپ کو یہاں کے لوگوں پر اعتماد نہیں - باہر کے لوگوں کو آپ بھرتی کرتے ہیں - کل ہی میں نے عرض کیا کہ آپ کا گلی کانشنس ہے - کیا یہ اسکا ثبوت نہیں دیتا - افسوس کہ آپ کو یہاں کے لوگوں پر بھی اعتماد نہیں - مگر یہ تو آپ کا سرمایہ دارانہ طریقہ ہے - یہ وہ سامراجی چال

ہے جو پہلے استعمال کی جاتی تھی - یعنی جب ایک جگہ گڑبڑ ہوتی تو دوسرے مقام کی پولیس استعمال کی جاتی - اگر بنگال میں گڑبڑ ہو تو بھوٹان کی پولیس - مدراس میں گڑبڑ ہو تو پنجاب کی پولیس بلائی جاتی تھی - لیکن یہ پالیسی اس وقت غلط ہے - یہاں کی پولیس کے کئی لوگوں کو نکال دیا گیا ہے اور وہ بیروزگار ہو کر پھر رہے ہیں اور آپ باہر سے لوگوں کو بلاتے ہیں - اس زمانے میں تو آپکو عوام میں اپنا اعتماد پیدا کرنا چاہئے -

آئرلینڈ چیف منسٹر اور لیبر منسٹر نے فرمایا کہ گورنمنٹ کے ساتھ کوآپریٹ (Co-operate) کریں - آپ کہتے ہیں کہ کانسی ٹیوشن کے تحت بغیر معاوضہ کے کوئی جائیداد حاصل نہیں کی جاسکتی - اس لحاظ سے فیر کامپنیشن (Fair compensation) نکس (Fix) کئے گئے ہیں اور جاگیرات اور اراضیات کے معاوضے اسی کے لحاظ سے دئے جا رہے ہیں - میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ جب عوام میں سیاسی شعور پیدا ہو جائیگا و عوام کانسی ٹیوشن کی جدید ترتیب کا مطالبہ کریں گے - لیبر منسٹر کہتے ہیں کہ تب جدوجہد کریں ہم سے مانگنے کی کیا ضرورت ہے - ایک طرف تو آپ کو آپریشن چاہتے ہیں اور دوسری طرف جدوجہد کرنے کے لئے کہا جاتا ہے - یہ کانسی ٹیوشن کے خلاف ہے -

The Hon'ble Shri V. B. Raju (Labour and Rehabilitation Minister) : (Interrupting) It is a wrong interpretation of my speech.

Shri Papi Reddy : Whether it is wrong or right, it is what I have heard. If the Hon'ble Labour Minister wants to clarify, he can. I think, most of the Hon'ble Members of the Opposition Benches will agree that it is the correct interpretation.

ان چند الفاظ کے معانی میں رخصت ہوتا ہوں -

Shri M. S. Rajalingam (Warangal) : Mr. Speaker, Sir, I have been closely following the debates since yesterday and reading in between the lines of the utterances of the various Hon'ble Members. I have come to the conclusion that there are certain factors which have been considered as major in opposing this budget.

To start with, there were certain psychological reactions to certain incidents which they encountered in their own life and then the question of organisational advantages also was in view. In their attempts to oppose the budget, I also observed that they even went to the extent of justifying certain acts reflecting mal-administration. These were the major considerations that prompted them to talk in that tenor. That is my feeling and that of all the Hon'ble Members.

If the question had been viewed from a different angle keeping in view the funds made available and also the expenditure

envisaged, it would have, probably, yielded alternate suggestions to minimise the expenditure without prejudicing the efficiency of the administration as also enabling us to appreciate the intent working behind the allotment against the items concerned. Such a healthy criticism deprecating the low level of efficiency and other allied matters would have been very helpful.

Although the Opposition Members ostensibly seem to have partially succeeded in their attempt at condemning the budget and exposing the treasury bench, I feel they have not done justice to the House. The amendments moved by them do not achieve their purpose. I now, draw the attention of the House to the manner in which the other Hon'ble Members of the House tackle the issue.

We had the honour of hearing the arguments advanced by the Opposition Members in support of amendment No. 1. The Cut Motion was exclusively based on the single argument against Jagirdari and Zamindari system. Somehow I felt that did not constitute a sufficient ground for such a Cut Motion. I am sure, Hon'ble Members of the House are not convinced of the argument advanced by the Opposition Members.

Regarding amendment No. 2, one Hon'ble Member expressed in vague terms about the petrol used by Officers and he, perhaps, apprehended that once an expenditure is earmarked against an item, it should necessarily be exhausted. Having that fear in mind, he wanted that that Cut Motion should be accepted. I feel, Sir, that this is not the way to advance an argument in support of the amendment.

Regarding amendment No. 3, Sir, the Hon'ble Member had put forth the argument, that he was not informed of being a member in supervision of jails at present and there existed some inconveniences in the jails. I feel, Sir, the inconvenience he mentioned and the reflections he cast upon the jail administration are quite sufficient to justify the original demand against jails. Perhaps, Sir, unconsciously he was trying to vote for this item. That is the impression I had regarding speeches on amendment No. 3.

Regarding item No. 4, Sir, I may point out that the past was recalled in the House perhaps with a view to reminding us to correct our behaviour in the future, or, perhaps, with a view to establish that the other party was at wrong. But, I feel, Sir, that that argument was not quite convincing to this House. No amount of argument nor any amount of trying to magnify the excesses of the police or the military could have been a proper ground to amend this Budget.

According to their own view, this was not the proper method. The Hon'ble Member has referred to the armed police. When he said 'armed police', I take it, Sir, that he is against violence committed or is likely to be committed by the armed police. I appreciate his sentiments and the fineness of his thought and I am confident if this is reciprocated also by the other Opposition Benches, the items of expenditure on police will naturally come down. Our Hon'ble the Chief Minister has been assuring the House that it is not incumbent upon them to use all the amounts earmarked for police, but at the same time, he also said Sir, that if there will be proper reciprocity on the part of the Honble Members on the other side, he will naturally see that it is utilised in certain nation-building activities. This must have convinced the other side. I am confident, Sir, that in view of the fact that, our approach to the problem of armed police or military is based on hatred towards violence, even the Hon'ble Members on the opposite side will agree that the cultivation of non-violent thought is the first requisite. It is in this context, Sir, that any Government, may it be the people's democracy, as the Hon'ble Member visualises, or any other type of Government, which we visualise, is going to be stable. Beyond that it is doubtful whether any sort of Government can be stable. Such being the case, I am very anxious to know and see how far the opposition Members along with us would try to see that the underground hostiles and every such other element would really take to non-violent thought and would contribute to the creation of a non-violent society, wherein our democratic Government, in its full-fledged form could peacefully function. There had also been a reference in his speech that too perhaps unconsciously—to the need of a political solution for this state of affairs. If the Hon'ble Member had said that he is in need of a solution either on the social or economic plan, I might have really understood it in its true sense, but when he said that he is in need of a political solution, I am anxious to know whether he really means that it is the transfer of power from this side of the House to that side. If that be the case, the solution is naturally very far off.

Shri V.D. Deshpande : (Interrupting) Mr. Speaker, Sir, I said that the problem needs a political solution. I do not need any solution.

Shri M.S. Rajlingam : Even then my stand is, Sir, that he has unconsciously hinted his own view point, however much he may try to amend it at this stage. Being of this view, I can assure you, Sir, that the correct approach for us will be to join hands with other parties, as we have pledged ourselves to the Indian.

Constitution, and on social and economic plane we should evolve such programmes and policies whereby we could do real justice to the poor and whereby their grievances could be redressed. If such a thing is done, I feel that the purpose of our being elected from our respective constituencies would really be served. There was also a reference to the documents read by the Hon'ble the Chief Minister by a certain Member of the Telangana Defence Committee, as he happened to claim it. Because the documents have not been produced before a Court of Law, he feels that the documents are not true. There are many documents, Sir, which have not come before a Court, nor the Judge, nor a Lawyer. That does not, however, mean that they are untrue. Therefore, Sir, however much he may have tried to convince the House with his argument about the documents, I uphold the truth of the documents that have been placed here and read by Hon'ble the Chief Minister. In the last stage of yesterdays' debate, we were feeling that the Opposition Members were trying to contradict one another about the relations they had with the underground hostiles. I do not know, Sir, whether the Hon'ble Members of the Opposition have really anything to do with them. One of the Opposition Leaders while referring to them said that it was 'individual terrorism'.

Shri V.D. Deshpande : (Interrupting) Again, Sir, I request the Hon'ble Member that the things which I have not said should not be put in my mouth. I never said it was 'individual terrorism'. The other day, when the point was placed by one of the Hon'ble Members on this side that for every 4 or 5 miles there is a man with a gun, then on that point I clarified that no political party would stand for 'individual terrorism'. I never meant, nor do I mean, that 'individual terrorism' was there, and he should not put words in my mouth which I have not said.

Hon'ble Dr. Chenna Reddy (Supply Minister) : I would like to submit, Sir, that when an Hon'ble Member is making a speech he should not be interrupted so often, and the Hon'ble Members should not take the opportunity of replying each sentence at every step and interrupt him each time.

Shri M. S. Rajalingam : In view of the clarification the Hon'ble Member of the Opposition has given, I leave it, Sir, to the House to form its own opinion ; but as it struck me and as I understood it, I was feeling that there were certain contradictory statements by the Hon'ble Members of the Opposition regarding their relations with the underground hostiles and their activities. Some Hon'ble Members referred to it, Sir, as being 'individual

terroristic activities' while some said that it was a part of the 'insurrectionary programme'— if I can use their language—but these statements do not justify the amendments moved by any Member of the Opposition Benches. I am confident, Sir, that these contradictory statements had given sufficient strength to our stand and to the estimates which the Government had already placed before us. So much about yesterday's discussion. Although I had not sufficient time to calculate the figures to let the House know, here and now, how certain changes could have been effected in the Budget, I wish to draw the attention of the House to certain observations, which I have to make regarding the items on the Budget.

Regarding Land Revenue, Sir, I feel that there is not much difference in the figures of last year and that of this year. I thought that there would be some difference, though may be to the disadvantage of the Government to a certain extent. Here in some cases the rate of assessment on the wet land is Rs. 20 per acre whereas in certain parts of the Krishna and Godavari Districts—where regular irrigation resources are available and perhaps to the maximum degree, the rate does not go up to more than Rs. 10. At the same time, Sir, there are lands under wells, which are being treated as wet lands. If a proper approach had been made to this, perhaps, the figure, as far as the land revenue is concerned, would have been a bit low which would have been a welcome feature if it really had been done. In this connection, I want to draw the attention of the House also to the lands that are being distributed by the Government. No doubt it is a long cherished dream of the poor kisan to have a few acres of land and, perhaps, Sir, it is also the wish of all of us that we should furnish him with such pieces of land, but, at the same time, only giving them lands is not the way in which we can do real justice. I am afraid, Sir, giving of lands is also bringing in fresh complicated issues as there are reports that people who have been obtaining these, have neither bullocks to plough nor proper manure for their fields. So, Sir, any such move should be to make every land that we give an economic unit and to this end there must be co-operation and co-ordination of all Departments, and we should make an all-out drive in this affair, lest the purpose of our giving lands to them should fail.

Regarding Prohibition and Excise, the figures are there and I do not want to say much about them, but we have pledged ourselves to a policy of gradual prohibition. In the field of prohibition, instances are not wanting wherein there is much corruption, specially on the borders, where a 5-mile belt should have been

left as dry area. If prohibition is to be successful, corruption in these parts should be removed fully and adequate steps taken to implement this. Moreover, on the excise side, I have to say that as long as the middleman (Mustajar) between the toddy-tapper and the Government is there, there will not be equitable distribution of profits among the poor and hence I suggest that the 'Mustajar' system should completely cease. May it be due to the activities of the hostiles or may it be due to the 'individual terroristic activities' of others who are inclined to do so, it has really happened that many trees have not been numbered. As a result we have lost much revenue on this side. It would have been possible, if slight efforts had been made in a strong way, that the excise figure on the income side would have gone a bit high.

Regarding stamps, Sir, many of us had the occasion—and moreover the necessity—to fill in the declaration forms. We feel that the Indian Stamps Act not having been fully implemented here, has resulted in certain complications which could have been avoided, if it had been done so.

On the forest side, Sir, there are reports from various quarters that in some places in the forest area where the hostiles are functioning, the forest guards are being terrorised and the forests are being denuded with the result there is a continuous loss of revenue on this side. Moreover, Sir, by taking advantage of this situation—we have also been told—that undue influence has been brought to bear upon the Government to have biddings at a very low level, as a consequence of which, the figure of receipts is low. Really this figure ought not to have been based on the last year's figure, because of the above situation. It would have been better if the receipt figure had been based on an average for 5 or 6 years or even 10 years.

Regarding the Motor Vehicles Act and the figures that have been shown there, I feel, Sir, that it is advisable that there should be an increase in the taxation on the motor cars. The total abolition of the customs is being done slowly and while so doing, the sales-tax is being gradually increased or fresh avenues are being explored to see that the income of the State does not fall. It is a good thing, Sir, but we had been feeling—and that is also the feeling of many a merchant—that in their anxiety to increase the revenues of the Government and, perhaps, 'karguzari' the officers connected with the Slaes-Tax Department, to a certain extent, have been resorting to certain forcible ways to implement Sales-Tax Act. The net result has been that

a case is pending in the High Court regarding this. As such I do not like to speak on this at length. But I would not fail here to report the feelings of the merchants in paying the sales-tax. In many a case, the treatment meted out to them in the collection of the sales-tax is something similar to that of a policeman to a thief. It is a general remark, Sir, and I feel it is better that the officers concerned are advised to give decent treatment to the merchants because it is a permanent source of income which we are getting wilfully and voluntarily.

On the Police side, I am afraid, much infiltration is going on, *i.e.*, infiltration by the anti-Governmental forces. That is what I mean when I say 'infiltration'. Moreover, there is a general demoralisation that has stepped in into the Police cadre, the reasons for which are many and which, perhaps, need no mention here.

On the Education side, the figures do not in any way appear to be satisfactory. We have seen the figure and, in reality, the money which has been earmarked for this is a bit less also. This includes grants to Intermediate Arts Colleges. Regarding these grants, I have to say one thing, *viz.*, that these grants are not sufficient and it is better to increase the grants although there may not be a possibility now, but this may be kept in view for the future. There are three Colleges in Maharashtra, (i) The Siddhartha College, (ii) The Aurangabad College, and (iii) the one in Nanded; and also one in Karnataka. We have only one College in the whole of Telangana, *i.e.*, in Warangal and that too an Intermediate College. I would draw the attention of the Government to see that the number of Colleges in Telangana is increased at least to one more and the present Intermediate College be converted into a full-fledged College. The figure for the primary school education is not satisfactory and we feel the figure is much less. When we really have an urge to promote primary education, it would have been better, Sir, if due justice had been done to this item. Although funds have not been separately earmarked for grants to Local Bodies for Secondary Education, the item is there. Local Bodies taking over the Secondary Education is a welcome feature, and I am confident that this would nearly give full work to the Local Bodies and, perhaps, make them vigorously function on this side. In this connection, I wish to draw the attention of the Hon'ble Members to the tuitions that are undertaken by teachers. I am afraid, Sir, undertaking of tuitions by teachers has become a common feature today and, as such, I feel that teachers are saving their energies for tuitions outside, and, therefore, proper teaching or coaching

is not given inside the schools. It is better we prohibit these teachers from undertaking tuitions. It is a strange thing in society that things of this sort which should not happen are going on. I do not know whether they are the things that could be really expressed here because they reflect on the general morale of the people, but still I venture to say that the teachers who are really responsible for keeping up the morale and educational standards of the students are generally coming under the threats of the students to give them pass marks. There are also instances where teachers in certain institutions have adopted a regular course of giving pass marks to the students provided they fetch certain amounts. These are things which should not happen and I feel that on the part of the Government and the public too, there should be a strong vigilance over this and it should be the duty of every Hon'ble Member here to see that these things are stopped.

Regarding Primary Education to which I was referring, Sir, although the primary education is not under the Local Bodies yet, in the light of the Budget, I feel that the stage has not come when the primary education or primary schools should be kept under the Local Bodies. Perhaps, it is a very dangerous risk that the Government will be taking if it tries to hand over the primary education to the Local Bodies, although I am really in favour of the secondary education being taken up by the Local Bodies. If, at any stage, the Local Bodies should take up the secondary education, I prefer there should be supervisory committees with representatives of Government and non-officials to study the functions and, at the same time, look to the proper working of the institution. With the little experience I have, I feel that the office of the Divisional Inspector is a burden.

Mr. Speaker : Is it necessary to go into all the details of the Education Department? It may be relevant, but is it so relevant to go into all the details regarding school teachers, tuitions and so on?

Shri M.S. Rajlingam : I feel, Sir, that these are important points which, although may not be very very relevant at this juncture may go a long way in trying to help the formulation of the full Budget which is going to be presented after three months. I am confident that this would save much of the discussions then. It is only to help the formulation of that, I am speaking now, but in spite of it, in view of the observation made by you Sir, I am trying to cut short.

The post of the Divisional Inspector of Schools is a burden and I feel, Sir, that this could be abolished and the Inspector of Schools could be entrusted with his work. The responsibility of the Nazirs today is just to inspect 120 schools. I feel that, owing to the lack of vigilance, there are many primary schools which are not functioning at all and which are only functioning on paper. It would be better if the Inspector of Schools is fully empowered to do the job of the Divisional Inspector of Schools and, at the same time, the Nazirs be only given 40 schools so that they may exercise strict vigilance over them.

Regarding Adult Education, I am afraid that no concrete work has been done. There is an Adviser to Adult Education and his report has not yet been published. There is also a grant regarding the social education from the Government of India, but, in spite of it, Sir, material results have not been coming forth regarding Adult Education.

Regarding Basic Training Schools here, we have got a Convener to the Special Committee for Basic Education and it is better that he should be fully conversant with that particular branch of the education. Unless and until we have persons who are fully acquainted with the subject and who have really taken it as a life mission, I feel, Sir, that functioning of these schools would not be successful and the amount we spend on this would be a mere waste.

Regarding Asafia Library, I had the occasion of going there once or twice and I feel that the regional language books are not there or at least to our satisfaction and we had better increase this side.

On the Medical side, I feel that the mobile units have been found successful and it is better that on the veterinary side also we have such things.

There are certain items of expenditure regarding palaces and it is better they are met from the privy purse itself. It would save us an amount of nearly Rs. 22,000.

I now come to the Labour question. It will be in the fitness of things, Sir, that we should consider the Bonus Equalisation Fund just as we have got a Dividend Equalisation Fund for the share-holders. And also regarding the Industrial Trust Fund it is better that we should have a Committee to go into the functioning of the Trust and see whether proper results have been achieved.

In the Explanatory Memorandum in Part II, reference has been made to the Tungabhadra Project and it is expected, Sir, that it would be completed between 1953-54. It would be better if this machinery is shifted to Nandikonda Project and similarly the Musi Project be taken up at Solipet. By spending one crore of rupees, 35,000 acres of dry land is going to be converted into wet land and it will go a long way to help the disturbed areas of Suryapet, Nalgonda and Miriyalguda. This is all what I want to say. These are points which really need some consideration in utilising the expenditure more usefully.

آریبل شری بھوپلند گاندھی (پبلک ہلتھ اینڈ ایجوکیشن منسٹر) - میں اپنے
بہاشن کو اسی حد تک رکھوں گا جس حد تک بچٹ کے فیکرس (Figures) کا
سمبندہ ہے اور جتنا بھی ویورن (विवरण) کرنے کی ضرورت ہے - تین چار روز سے
میں دیکھ رہا ہوں کہ پچھلے چار کانگریسی وزرا پر اعتراضات کی ایسی بھر مار کی جا رہی
ہے جیسے کہ وہ ملزمین کے کٹہرے میں کھڑے ہیں - ہونا بھی یہی چاہئے کیونکہ
میان ہماری تعریف کے لئے کون بیٹھا ہے - میں ہاؤز سے یہ التجا کرونگا کہ پچھلے چار
سالوں میں ہمنے کیا کیا اسے وہ دیکھے - میں یہ نہیں کہتا کہ اگر ہم سو رہے ہیں
تو ہم کو جگانا نہیں چاہئے لیکن صرف ورودہ کی خاطر باتیں دھرانا - ایسی باتیں دھرانا
جنکی کوئی بنیاد نہ ہو ٹھیک نہیں - باتوں کو صحیح نالے پر ہاؤز میں لانا چاہئے - میں
بچٹ کے چند کہاتوں - چند مدات کی طرف توجہ دلاؤنگا - پہلا حملہ جو ہم پر ہو رہا
ہے وہ کسٹمس کے بارے میں ہے - کہا گیا کہ پولیس ایکشن ہو گیا لیکن ہم نے
کسٹمس اٹھانے کا جو وعدہ کیا تھا وہ پورا نہیں ہوا - کسٹمس اب بھی ہے - لیکن میں
آپ کی توجہ اکسپانیٹری میمورنڈم (Explanatory Memorandum) کے
صفحہ (۳) کے فقرہ (۳) کی طرف لیجانا چاہتا ہوں - وہ یہ ہے کہ

“As regards customs, the position is that, as a first step towards total abolition of customs, the rates of import duty were reduced in 1950-51 to the extent of 20% on all goods with additional 20% on foodgrains. During 1951-52 import duty was abolished altogether on a number of goods such as foodstuffs, kerosene, cotton twist and yarn, horned cattle and sheep and goats. Besides this, export duty on groundnut oil, which had been reduced by 20% in 1950-51 was reduced by a further 20% in 1951-52. After taking all these concessions into consideration, the Budget Estimate for 1951-52 had been fixed at 300.00.”

اس لحاظ سے اس بات کا پتہ چلیگا کہ سنہ ۵۳ - ۱۹۵۴ء کے مالی سال میں کسٹمس
لینا بند ہو جائیگا - پولیس ایکشن کے بعد کسٹمس ختم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے - ادھر
ہم سے کسٹمس بند کرنے کے لئے کہا جاتا ہے لیکن کسٹمس ڈپارٹمنٹ میں جو سات ہزار
لوگ ہیں ان کا کیا حشر ہوگا - جب وہ بیروزگار ہو جائیں گے تو پھر آپ ہی ان کی نمائندگی
کریں گے - ان کی بھی ایک انجمن بن جائیگی اور آپ کہیں گے کہ ظلم ہو گیا - اتنے لوگ

پرویز گار ہو گئے۔ اس طرح ہم پر دو دھاری تلوار چلتی ہے۔ جیسے کہ ریجنل لینگویجز (Regional Languages) کے متعلق کہا گیا کہ مدرسین کو ریجنل لینگویجز میں کام کرنے کے قابل بنانا چاہئے۔ جب گورنمنٹ نے ٹیچرس کو اس کے لئے پابند کیا اور امتحان کے کئی موقعے دینے کے بعد بھی انکے کامیاب نہ ہونے پر انہیں ملازمت سے ہٹایا گیا تو انکی بھی ایک یونین بنگئی اور انکی نمائندگی کیجائے لگی۔ میٹرک کے اسٹنڈرڈ کو مدراس اور بمبئی کے اسٹنڈرڈ پر لانے کی کوشش کی جا رہی ہے اسکی وجہ سے امتحان میں جو لڑکے فیل ہو گئے انکی بھی یونین بنگئی اور نمائندگی ہونے لگی۔ مدارس کھولنے کی باتہ آپ اکسپلینٹری میمورنڈم کے صفحہ ۱۶ کو دیکھیں تو پتہ چلیگا کہ

“Primary Education :..The new schemes of primary education sanctioned during the course of the year included re : organization of 17 primary schools, establishment of 16 new primary schools, establishment of 400 single teacher schools and 530 voluntary primary schools.

Secondary Education :..These schemes included establishment of 6 new middle schools, up-grading of 12 primary schools into middle schools, conversion of 2 middle schools into high schools and re-organization and up-grading of several jagir areas.”

اسکے معنی یہ ہوئے کہ پرائمری اسکول ایک ہزار سے زیادہ آبادی والے مقامات پر کھولے گئے ہیں۔ حیدرآباد میں ۲۲ ہزار مواضع میں سے ۱۶ ہزار ایسے ہیں جنکی آبادی (۵۰۰) سے کم ہے۔ اب پانچ سو سے زیادہ آبادی والے ایک دو ہزار مواضع کے اندر پرائمری اسکول کھولنے کی تجویز ہو چکی ہے۔

اسکے بعد میں میڈیکل ڈپارٹمنٹ کی طرف توجہ دلاؤنگا۔ کہا گیا کہ بجائے دواؤں کے پانی دیا جاتا ہے۔ اسکی بہت ہنسی اڑائی گئی۔ دواؤں کے جو صندوق بھیجے جاتے ہیں ان سے کوئی فائدہ نہیں۔ میرا خیال ہے کہ آنریبل ممبرس کو ابھی تندرست ہونے کی وجہ سے دواخانوں میں جانے کی نوبت نہیں آتی۔ میں کہوں گا کہ (۳۲) صندوقوں کے متعلق (جو ہم نے بھیجے تھے) رپورٹس وصول ہوئے ہیں۔ اون سے ۳۲ ہزار لوگوں کو فائدہ ہوا ہے۔ ورودھ کے خیال سے ورودھ کریں تو اور بات ہے مگر اسبارے میں معلومات حاصل کرنا چاہیں تو مل سکتے ہیں۔

ابھی ابھی کہا گیا کہ جیلوں میں پیلوڈرین (Paludrine) تک نصیب نہیں ہوتی۔ میں کہوں گا کہ ہمارے جیلوں کے دوا خانوں میں نہ صرف پیلوڈرین بلکہ پنسیلین (Penicillin) اور ضروری دواؤں کے انجکشن وغیرہ بھی رکھے گئے ہیں۔ وہاں کے حالات بہت اچھے ہیں۔ میں مانتا ہوں کہ مکسچر میں پانی ڈالنا ہی پڑتا ہے۔ خالص دوا تو نہیں دی جاسکتی۔ میڈیکل ڈپارٹمنٹ کے متعلق میں صفحہ ۱۷ پر پڑھ کر سناتا ہوں۔

1. Establishment of 45 new dispensaries at taluqa headquarters	...	...	...	7.84
2. Establishment of Eye, Ear, Nose and Throat Hospital at Asifnagar	...	...	...	2.08
3. Addition of 30 beds in the Nalgonda District Hospital	...	...	...	.17
4. Addition of 30 beds at Gulbarga Hospital	...	...	...	.23
5. Addition of 30 beds at Parbhani Hospital	...	...	...	.12
6. Maternity wards at Khammam, Mahbubabad, and Adilabad Hospitals	...	...	...	.37
7. Blood Bank Scheme	...	...	...	.27
8. Reorganization of Sarfe-Khas Unani Dispensaries	...	...	...	.20
9. Establishment of 52 new Ayurvedic do	...	...	...	2.45
10. Other miscellaneous items	...	...	...	1.92

بھائیو۔ ذرا ٹھیک طور سے دیکھو۔ نظر انداز کرنے سے کیا فائدہ۔ فارسٹ (Forest) کی نئی اسکیم یڑ۔ عثمان آباد اور بیدر میں شروع ہو چکی ہے۔ اسکے تحت لاکھوں روپیے تقاوی دی گئی ہے۔ تقاوی کہاں گئی پوچھا گیا ہے۔ اگر اسکی تقسیم میں کوئی شک ہے تو آپ مدد دیجئے لیکن گورنمنٹ کی پالیسی میں کیا خرابی ہے۔ امپلیمینٹیشن (Implementation) میں نقص ہو سکتا ہے۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ گورنمنٹ کے پرزے اچھا کام نہیں کر رہے ہیں لیکن گورنمنٹ کی نیت پر شبہ نہیں کیا جاسکتا۔

اناج کے متعلق بھی اعتراض کیا گیا۔ لیکن میں کہوں گا کہ آج تک ایسی نوبت نہیں آئی کہ اناج کے نہونے سے کبھی فاقہ کشی کی نوبت آئی ہو۔ یہ بات سب کو مانتی پڑیگی۔

پراجکٹس کی طرف آپ کو متوجہ کرونگا۔ اسکے متعلق اگر آپ ایکسپلینٹری میمورنڈم (Explanatory Memorandum) دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ (۸۰۰) لاکھ روپیہ پراجکٹس پر خرچ کرنے کے لئے منظور کئے گئے ہیں۔ یہ پراجکٹس اگریکلچر کی ترقی کے لئے رائیچور اور دیگر مقامات پر بنائے جا رہے ہیں۔ ان سے الیکٹریسیٹی (Electricity) بھی پیدا کی جائیگی۔ ان باتوں کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

لوکل گورنمنٹ کے تحت لوکل باڈیز کو ڈیموکریٹک باڈیز قرار دیا گیا ہے۔ ان کے لئے اڈلٹ فرنچائز (Adult Franchise) کی بنیاد پر نمائندے چنے جائینگے۔ بحث میں پنچایتوں کے لئے ۵ لاکھ روپے منظور کئے گئے ہیں۔ ایک ہزار سے اوپر کی آبادی والے مقامات پر پنچائیتیں قائم کی جا رہی ہیں جنکی تعداد آئندہ سال (۴۵۰۰) ہو جائیگی۔ یہ روپیہ کسہاں جائیگا۔ وہیں جائیگا جنکی آپ نمائندگی کرتے ہیں۔ ان

سب باتوں کی طرف دھیان نہ دیتے ہوئے شور مچایا جاتا ہے کہ پولیس-پولیس - ہم دیکھنے لگے کہ کہاں ہے پولیس-کہا گیا کہ پولیس پر زیادہ خرچ کیا جا رہا ہے - یہ الزام لگایا جا رہا ہے کہ ہم ان کے تنوں کو (तत्वोंको) کچلنا چاہتے ہیں - آپ نے کہا کہ اسکو کچلنے میں پولیس کا ڈائریکٹ سمبندھ ہے - گورنمنٹ کو اتنی پولیس کی کیا ضرورت ہے - یہ کہا گیا ہے کہ انگار لگائی گئی - گولی ماری گئی اسی طرح پولیس پر غیر ذمہ دارانہ ریمارک کیا گیا ہے اس کا ریکارڈ ہم کس سے پوچھیں - آپ کہتے ہیں کہ ہماری کمیونسٹ پارٹی جمہوری اصول کی بناء پر چنی گئی اور اس ہاؤس میں آئی ہے - آپ کہتے ہیں ہم آرس نہیں چاہتے لیکن جنگل میں آرس لیکر بیٹھتے ہیں - ابھی ۲۷ - تاریخ کا واقعہ ہے - ہائیکورٹ کا ایک ججمنٹ (Judgement) آیا ہے جو اس جنگل سے متعلق ہے جسکو نظر انداز کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے - ایک کمیونسٹ کو گرفتار کیا گیا جس نے جنگل میں لیجا کر ایک ٹول بور (Twelve-Bore) اور ۱۸ کارتوس بتائے - تعجب ہے کہ جنگل میں نہ صرف کانٹے بلکہ گولیاں بھی پائی جانے لگی ہیں - میں کہوں گا کہ جنگلوں کے ایسے مظالم کو برداشت نہیں کیا جاسکتا - آپ کہتے ہیں کہ ہم جمہوری اصولوں کی بنیاد پر چنے جا کر آپ کے ساتھ لڑنے کے لئے آئے ہیں - لیکن میں کہوں گا کہ آپ اس طریقہ سے ہم پر دو دھاری تلوار چلانا چاہتے ہیں - آپ یہاں بھی ہمارے ساتھ رہینگے اور باہر بھی اپنا کام برابر جاری رکھینگے - یہ کونسا طریقہ ہے - آپ تو یہ کہتے ہیں کہ پولیس آپکو ختم کرنا چاہتی ہے اور آپ پر ہتیار چلا رہی ہے - میں کہوں گا اگر ایسا ہوتا تو آپکو یہ ساری سہولتیں کیوں دیتا میں - الیکشن میں آپکے ساتھ اتنی رعایتیں کی گئیں - پیرول (Parole) پر آپکو چھوڑا گیا اور جتنی سہولتیں ہوسکتی تھیں دی گئیں جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اتنی بڑی تعداد میں آپ اس ہاؤس میں جمع ہیں - اسکے کیا معنی ہیں - اسکے معنی صاف ظاہر ہیں کہ آپ پر در حقیقت پولیس کا ظلم نہیں ہے - لیڈر آف دی اپوزیشن نے ہمارے ایک کانگریسی آنریبل ممبر کی بات کا مذاق اڑایا اور کہا کہ دیکھو آپ کو تو راج کرنے کا کوئی ادھیکار نہیں - آپ دیش کے ۴۱ فیصد لوگوں کی رائے رکھتے ہیں اور اپوزیشن کو ۵۹ فیصد ووٹس حاصل ہوئے ہیں - جب ہندسوں ہی کا سوال ہے تو میں بھی آنریبل لیڈر آف دی اپوزیشن کے سامنے ایک ہندسوں کا جادو رکھتا ہوں ذرا انکو بھی مزہ آئیگا - آنریبل لیڈر آف دی اپوزیشن دو کانسی ٹیونسز ناندیڑ اور اپاگوڑہ سے کھڑے ہوئے تھے - ناندیڑ میں (۱۷۷۱۸) ووٹس کے منجملہ انہیں (۵۶۱۳) ووٹس ملے - اور (۱۲۱۰۵) انکے مخالف کو ملے - اپاگوڑہ میں جملہ (۲۹۶۳۹) ووٹس میں سے (۱۵۳۷۶) ووٹس آنریبل لیڈر آف دی اپوزیشن کو ملے اور انکے مخالف کو (۱۴۲۶۳) ووٹس ملے - اسکے یہ معنی ہوئے کہ دونوں کانسی ٹیونسز میں (۴۷۳۵۷) ووٹس کے منجملہ لیڈر آف دی اپوزیشن کو (۲۰۹۸۹) ووٹس ملے اور انکے اپونٹس (Opponents) کو (۲۶۳۶۸) ووٹس ملے - اس طرح میں پوچھتا ہوں کہ اپوزیشن لیڈر کو لیڈر آف دی اپوزیشن بننے کا کیا حق حاصل ہے -

اسکے بعد یہ کہا گیا کہ ٹراونکور میں کمیونسٹوں پر سے پابندیاں اٹھادی گئی ہیں۔ بیشک اٹھادی گئی ہیں لیکن اسکی وجہ بھی تو دیکھنا چاہئے کہ وہاں کے کمیونسٹوں نے وہ طریقہ اختیار کیا تھا یا نہیں جسکی وجہ سے پابندی لگانی پڑی ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پولس کے مظالم کمیونسٹوں کے خلاف ہیں۔ میں یہ کہہونگا پولیس کمیونسٹوں کے خلاف نہیں ہے بلکہ کمیونسٹوں کے مظالم کے خلاف ہے۔ جیسے جیسے وائیلنس (Violence) ختم ہوگا اسی تناسب سے پولیس بجٹ میں بھی کمی ہوتی جائیگی۔

یہ بھی کہا گیا کہ دیکھو پولیس ایکشن سے پہلے آپ اور ہم ایک کشتی میں سوار تھے اور اب ایسی حالت ہو گئی ہے کہ جیسے ندی میں منجدرہا آگئی ہو۔ ایک کنارے پر تم کو بہالے گئی اور ایک کنارے پر ہمکو۔ بالکل ٹھیک بات ہے۔ اس میں شک نہیں کہ پولیس ایکشن سے پہلے سب نے نظام کے خلاف جدوجہد کی تھی لیکن پولیس ایکشن کے بعد آپ ایک دوسری کشتی میں بیٹھ کر چلے گئے۔ پولیس ایکشن کے بعد حیدرآباد میں ڈیموکریسی آگئی۔ کانسی ٹیوشن آگیا جسکے لحاظ سے ہم کو کام کرنا پڑا لیکن آپکو تو گڑبڑ چانا تھا خواہ آپکے سامنے کوئی گورنمنٹ ہو۔ چاہے وہ ملٹری گورنمنٹ ہو یا کانگریسی وزرا کی۔ آپ نے وہی طریقہ اختیار کیا۔ جب آرس کی واپسی کا مسئلہ بحث میں آیا تو آپ نے بڑی احتیاط سے اپنے الفاظ استعمال کئے۔ کسی جگہ بھی آپ نے یہ نہیں کہا کہ آپ غیر مشروط طریقے سے آرس دیدیں گے۔ اگر اس کا اظہار کیا جاتا تو ہمکو بھی اطمینان ہو جاتا کہ آپ نے پہلا رویہ چھوڑ دیا ہے۔ اگر آپ واقعی پولیس کے اخراجات میں کمی کرنا چاہتے ہیں تو کیوں نہیں اپنا طریقہ بدلتے۔ یہ تو آپ ہی پر منحصر ہے۔ پولیس کی مد میں زیادہ رقم رهنے سے آپ گھبرائے کیوں ہیں۔ اگر آپکا رویہ ٹھیک رہے تو وہ رقم خود بخود کم ہوتی جائیگی۔ ہم نے تو پہلا قدم اٹھایا ہے اور پولس کے بجٹ میں آپکے کہنے سے پہلے ہی ایک کروڑ ۷۷ لاکھ کی کمی کردی ہے۔ محض گورنمنٹ پر الزام لگانے سے کوئی فائدہ نہیں۔ آپکو بھی قدم آگے بڑھانا چاہئے۔ میں لیڈر آف دی اپوزیشن اور اپوزیشن ممبرس سے یہ کہہونگا کہ جو طریقہ حیدرآباد میں اختیار کیا جائیگا اس کا اثر صرف حیدرآباد ہی پر نہیں پڑیگا بلکہ ٹراونکور کوچن اور مدراس پر بھی اس کا اثر پڑیگا۔ ہم تہہ دل سے آپکا کواپریشن (Co-operation) چاہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ ہمارے ہوم منسٹر اسکی طرف دھیان دینگے۔ میں امید کرتا ہوں کہ میری اپیل ضائع نہیں جائیگی۔ آرس کے متعلق اپنی پالیسی نشچت طور پر ظاہر کیجئے۔ بہت ممکن ہے کہ بعض لوگ کمیونسٹ نہ ہوتے ہوئے بھی آرس رکھتے ہوں لیکن آپ نے تو کہا کہ آپ بہت بڑا اثر رکھتے ہیں۔ بہت بڑی تعداد کی رائے آپکو حاصل ہے تو پھر آرس کو ظاہر کر دینا کونسا مشکل کام ہے۔ ایک وکیل صاحب نے کہا کہ کیا ہمارے پاس علاؤ الدین کا چراغ ہے کہ اسکی مدد سے آپ کہتے ہی ہتیار لا کر داخل کر دیں۔ میں کہہونگا کہ جب آپ ہتیار واپس کرنے پر رضامند ہی ہیں تو ہوم منسٹر سے ملئے وہ کوئی صورت نکالینگے۔

آپ کہتے ہیں کہ ہم نے یہ یہ کام کئے - اتنے بڑے بڑے کام کئے ہیں - جب آپ اتنی ہمت والے ہیں تو پھر ڈر کاہے کاہے؟ بطور خود آرسس لا کر داخل کر دینگے تو کیا ہوگا - کیا پھانسی دیدی جائیگی؟ میں تو کہہونگا کہ انکو شاباش کہا جائیگا اور یہ کہا جائیگا کہ واقعی آپ نے دل پلٹا دیا - اپنا رویہ بدل دیا - اور اگر فرض کیجئے کہ اس سلسلہ میں آپکو کچھ دنوں کے لئے جیل میں بھی جانا پڑا تو کیا ہرج ہے - آپ تو کشت اٹھانے میں ناسور ہیں - کوئی آپکی برابری نہیں کر سکتا - ہوم منسٹر نے اگر آپکو گرفتار کیا تو کیا ہوا - یہ تو آپکی بہادری کی بات ہوگی - مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ آسانی سے حل ہو سکتا ہے بشرطیکہ آپ چاہیں -

میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤس نے مجھے کافی وقت دیا ہے جس کے لئے میں شکرگزار ہوں -

مسٹر اسپیکر - اب چار بجے ہیں - میں چاہتا ہوں کہ پانچ بجے تک کام ختم ہو جائے - اس سبجکٹ پر ہم ۲۰ تاریخ سے بحث کر رہے ہیں اور کل بھی ٹائم ملیگا - میں اس بارے میں ہاؤس کی رائے جاننا چاہتا ہوں - میں یہ وعدہ تو نہیں کرتا کہ جملہ تقریر کرنے والوں کو موقع دیا جائیگا - لیکن میں محسوس کر رہا ہوں کہ ہر ممبر کی تقریر کے لئے ٹائم لمٹ مقرر کرنی پڑے گی - اگر آپ ۵ بجے کے بعد بھی بیٹھنا چاہتے ہوں تو پھر ظاہر ہے کہ ساڑھے چار سے ۵ بجے تک انٹرول دینا پڑے گا - میں ہاؤس سے جاننا چاہتا ہوں کہ کیا ۵ بجے کے بعد بھی ڈسکشن کا سلسلہ جاری رکھا جائے -

شری اناجی راؤ (پر بھنی) - اوس بازو کے آئریبل ممبر نے جو تقریریں کی ہیں اس میں بہت اہم چیزیں بیان کی گئی ہیں جن کا اپوزیشن کی جانب سے جواب دیا جانا لازمی ہے - اس لئے میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ آج بھی کل کی طرح ۸ بجے تک بیٹھیں - چونکہ مسئلہ اہم ہے اور گورنمنٹ کی پالیسی ظاہر ہونے کے بعد اپوزیشن کی پالیسی کا بھی اظہار ہونا ضروری ہے - اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ۸ بجے تک بیٹھیں تو بہتر ہوگا -

مسٹر اسپیکر - ٹھیک ہے - ہم پانچ بجے کے بعد بھی بیٹھیں گے -

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے (ابا گوڑہ) - ادھیکش مہودے - میں سمجھتا ہوں کہ بہت سی تقریریں ہونگی - وجہ یہ ہے کہ کئی سال کے انتظار کے بعد یہ الیکٹڈ اسمبلی (Elected Assembly) یہاں قائم ہوئی ہے - بلقسمتی سے ۳۱ - مارچ بہت قریب آگئی ہے اسلئے بجٹ پر زیادہ غور بھی نہیں کیا جاسکتا - اسکے ساتھ ساتھ ہم دیکھتے ہیں کہ حیدرآباد کے بھوشیہ کے بارے میں جو وعدے کئے گئے تھے وہ پورے نہیں ہو رہے ہیں جسکی وجہ سے ہمارے دماغ میں کئی سیاسی - معاشی اور دوسرے مختلف خیالات جمع ہو گئے ہیں - لوک شاہی و اناورن (लोकशाही वातावरण)

میں ان خیالات کا تصفیہ نہایت ضروری ہے۔ بہت سے سوالات ایسے ہیں جن کے متعلق ہم نے خیال کیا تھا کہ ہم انہیں نئے الکنڈ لیجسلیچر کے سامنے لائینگے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ آج کا وقت ۸ بجے تک مقرر کیا جائے اور کل کا وقت بھی بحث کے لئے رکھا جائے۔ البتہ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ۳۱ مارچ سے قبل اس کام کو ختم کر دیا جائیگا اور رقم کی منظوری دیدی جائے گی تاکہ حکومت کے کاروبار جاری رہ سکیں۔

مسٹر اسپیکر - یہ واقعہ ہے کہ ہاؤس پہلی مرتبہ یہاں جمع ہوا ہے۔ اور بجٹ بھی ہاؤس کے سامنے پہلی مرتبہ پیش ہوا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ لوگوں کی بہت ساری خواہشات ہونگی۔ لیکن ہمیں یہ چیز یاد رکھنی چاہئے کہ آئندہ تفصیلی بجٹ ہمارے سامنے پیش ہونے والا ہے۔ اس وقت بحث کا بھی کافی موقع رہے گا۔ لیکن یہ نہ بھولنا چاہئے کہ جب بھوکے آدمی کے سامنے اچھا ان آتا ہے تو وہ زیادہ کھا لیتا ہے اور اس سے یہ ہضمی کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ساڑھے چار بجے ہاؤس برخاست ہو اور پانچ بجے پہر ہم جمع ہوں اور ۷ بجے ہاؤس کی کارروائی ختم کر دی جائے۔

قبل اسکے کہ دوسرے ممبرس کو اجازت دی جائے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ جن آنریبل ممبرس نے اسٹڈنٹس پیش کئے ہیں انہیں پہلے موقع دیا جائے۔ اس لحاظ سے آنریبل ممبر شری لمبا جی مکتا جی اگر اپنے اسٹڈنٹ پر تقریر کرنا چاہیں تو انہیں موقع دیا جاتا ہے۔

श्री. लिंबाजी मुक्ताजी (माजलगाव) : माननीय अध्यक्ष महाराज, बजेटमध्ये मिसलेनियस ५७ या खात्यावर दाखविण्यांत आलेल्या १६४ लक्ष ५७ हजार रुपयाच्या खर्चा संबंधीची जी अमेंडमेंट आपल्यापुढें सादर करण्यांत आली आहे त्या विषयी आपले विचार मांडण्याकरिता मी येथे बुभा राहिलो आहे.....

مسٹر اسپیکر - میں آنریبل ممبر سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ اردو یا ہندوستانی میں بھاشن نہیں دے سکتے۔ میں انہیں روکنا تو نہیں چاہتا۔ انہیں اسکی آزادی حاصل ہے۔ لیکن بھاشن شروع ہونے کے بعد میں نے اس طرف اور اوس طرف دیکھا۔ بہت سے آنریبل ممبرس کے چہروں سے ایسا محسوس ہوا کہ وہ آنریبل ممبر کا بھاشن فالو (Follow) نہیں کر رہے ہیں۔ ایسی صورت میں اگر وہ ایسی بھاشا میں بھاشن کریں جسکو زیادہ سے زیادہ آنریبل ممبرس سمجھ سکیں تو میں سمجھتا ہوں بہتر ہوگا۔ ورنہ انہیں اختیار ہے۔

شری لمبا جی مکتا جی (منجلی گاؤں) - مسٹر اسپیکر، سر - میں زیادہ تر مرھٹی سے واقف ہوں۔ البتہ کچھ ہندوستانی بھی بول سکتا ہوں۔ جیسے بھی اپنے خیالات کا اظہار ہوسکے کرتا ہوں۔

میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ بجٹ کے ایٹم نمبر (۵۷) سسلینیس (57-Miscellaneous) میں خرچ ۲۶۸ لاکھ ۷۱ ہزار بتایا گیا ہے۔ لیکن انٹریم بجٹ میں اس سے کمی کر کے ۱۳ لاکھ ۵۵ ہزار خرچ بتایا جا رہا ہے۔ اس سے پہلے آنریبل چیف منسٹر نے کہا کہ اس میں جاگیروں کا معاوضہ شریک نہیں ہے۔ یہ جو (۲۶۸) لاکھ (۷۱) ہزار کا جملہ خرچ بتایا گیا ہے اس میں زیادہ تر ادائیاں جاگیروں کی نسبت ہیں۔ اور اس میں تقریباً دو کروڑ روپیہ جاگیرات پر خرچ ہو رہا ہے۔ باقی خرچہ بہت کم ہے۔ صحیح بات تو یہ ہے کہ لوکل باڈیز وغیرہ کے لئے ۲۰ لاکھ کی رقم رکھی گئی ہے جو بہت کم ہے۔ پرائمری ایجوکیشن دوا خانوں وغیرہ کے کاروبار کے لئے جو امداد دی جاتی ہے وہ بہت کم رکھی گئی ہے اور اس بارے میں دو لاکھ کا خرچہ بتایا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ضروری کاموں پر خرچہ بہت کم کیا جاتا ہے۔ آنریبل چیف منسٹر نے فرمایا کہ جاگیریں چھین لی گئی ہیں اور جاگیرداروں کو جو معاوضہ دیا جا رہا ہے وہ اس لئے ہے کہ انہیں بھیک مانگنے کے لئے تو نہیں چھوڑا جا سکتا۔ ان کے لئے کوئی نہ کوئی راستہ نکالنا چاہئے۔ آپ انکے فائدہ کے لئے تو سب کچھ و چار کرتے ہیں لیکن جو پبلک کے ضروری کام ہیں ان کی طرف دھیان کم دیتے ہیں۔ اسلئے میں کہوں گا کہ کھاتہ میں لوکل باڈیز کے لئے جو کم خرچہ رکھا گیا ہے اسکو بڑھانے کی ضرورت ہے۔ اسکو بڑھانے کے لئے جو غیر ضروری خرچہ ہے اسکو کم کر دینا چاہئے۔

مسٹر اسپیکر - اب سرینواس راؤ صاحب اپنا امینڈمنٹ نمبر (۹) موو (Move) کریں۔ اس بارے میں اگر وہ تقریر کرنا چاہتے ہیں تو انہیں اس کا موقع ہے۔

శ్రీ ౩. శ్రీనివాసారావు (మహబూబాబాదు—జనరల్):—

ఆంధ్రప్రదేశ్, ఆంధ్రప్రదేశ్,

ఈ బడ్జెటులో Road Transport Schemes Capital Outlay క్రింద చూపించిన గ్రాంటులలో రూపాయలు. ౧౦౦ లక్షలను ఎందుకు పెడుతున్నానంటే ఈ బడ్జెటులో ఆర్. టి. డి. పనివారీ నిమిత్తం.....)

شری بھگونت راؤ گاڑھے (عنبر) آنریبل ممبر جو تقریر کر رہے ہیں وہ بہت سے ممبرس کی سمجھ میں نہیں آرہی ہے۔ بہتر ہوگا کہ وہ ہندوستانی میں تقریر کریں تاکہ زیادہ تر ممبرس سمجھ سکیں۔

مسٹر اسپیکر - لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہندی نہیں جانتے۔ اگر وہ جانتے تو پہلے ہی ہندی میں بھاشن کرتے۔ اسلئے کہ کوئی آنریبل ممبر یہ نہیں چاہتا کہ انکا بھاشن بہت تھوڑے لوگوں کی ہی سمجھ میں آئے۔

شری سرینواس راؤ کنکنٹی (محبوب آباد - عام) مسٹر اسپیکر - میں ہندی تو نہیں جانتا البتہ اردو میں بات کر سکتا ہوں۔ اس مسئلہ پر دھیان دینے سے پہلے میں

یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ آر۔ ٹی۔ ڈی (R. T. D.) کے بجٹ میں مزدوروں کے مطالبات کو پورا کرنے کے لئے کوئی گنجائش نہیں بتلائی گئی ہے۔ آر۔ ٹی۔ ڈی۔ کا جھگڑا انکے مزدوروں کے مطالبات سے متعلق ہے۔ ان مزدوروں کے مطالبات میں - ایس۔ آر۔ (N.S.R.) کے مزدوروں کے مطالبات سے ملتے ہوئے ہیں اور اسکے لئے وہ پانچ سال سے جدوجہد کرتے آئے ہیں مگر آج تک انکے مطالبات کی تکمیل نہوسکی۔ اس ضمن میں پیمنٹ کمیشن (Payment Commission) نے بھی سفارش کی تھی - لیکن اس کا بھی کوئی اثر نہوا - مزدوروں نے مجبوراً اسٹرائیک کا نوٹس بھی دیا ہے۔ وہ کم از کم یہ چاہتے تھے کہ انکے مطالبات کا تصفیہ ثالثی کمیٹی کے ذریعہ کیا جائے لیکن اسکی بھی تکمیل نہیں ہوئی - اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ایک طرف تو بجٹ میں ٹرانسپورٹ کی مدد میں رقم بڑھائی جاتی ہے لیکن دوسری طرف مزدوروں کی تنخواہ جو دہاتی ہے اس میں اضافہ کے لئے بجٹ میں گنجائش نہیں رکھی جاتی - اس ڈپارٹمنٹ کی حد تک میں یہ کہہوں گا کہ سرمایہ دارانہ مفاد کو پیش نظر رکھا گیا ہے - جس طرح دوسرے آئریبل ممبرس نے فرمایا آپ بجٹ میں ایک طرف تو جاگیرداروں کی حفاظت کے لئے پولیس کو بڑھاتے ہیں اور اسے مضبوط کرتے ہیں لیکن مزدوروں کی مزدوری میں اضافہ نہیں کرتے حالانکہ آپ سرمایہ دارانہ نظام کے تحت اپنا ٹرانسپورٹ بجٹ بڑھاتے ہیں -

اس موقع پر میں عرض کروں گا کہ محبوب آباد میں میچ فیکٹری کے مزدوروں کو ایک سال سے پیروزگار رکھا گیا ہے - اس فیکٹری کو بند رکھنے کی اصل وجہ صرف یہ ہے کہ اس کاروبار میں سرمایہ دار کو فائدہ نہیں ہوتا - یہاں کسٹوڈین آئے - لیبر کمشنر آئے مزدوروں کے مطالبات کو سنا لیکن کوئی مناسب نتیجہ نہیں نکلا - میں بھی اس میں شریک تھا - میں نے یہ کہا کہ آپ پیروزگاری کو تو دور کیجئے ہم اپنے مطالبات واپس لینگے - لیکن کچھ نہیں ہوا - صرف ۲۰ - ۳۰ مزدور کام پر لئے گئے - سو مزدور بیکار ہیں - حکومت اس جانب کوئی توجہ نہیں کرتی - آر۔ ٹی۔ ڈی کے مسئلہ کی طرح شاہ آباد فیکٹری کی ہڑتال کا بھی مسئلہ ہے - میں کہہوں گا آپ غور کیجئے کہ مزدور اسٹرائیک کیوں کرتے ہیں؟ - کیا لیڈروں کے پاس کوئی دوائی ہے جسے پیتے ہی مزدور انکی گلے لگیں اور اسٹرائیک شروع کر دیں - نہیں یہ بات نہیں - مزدوروں کے حقوق ہوتے ہیں - ضروریات ہوتی ہیں - مطالبات ہوتے ہیں - وہ اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے جدوجہد اور تیاگ کرتے ہیں اور آگے بڑھتے ہیں - لیڈر تو صرف انکی رہنمائی کرتے ہیں - اسٹرائیک دراصل مزدوروں کے مسئلے کے حل کی ایک جدوجہد ہے - اس کے لئے سیاسی لیڈر یا سیاسی پارٹیوں پر الزام لگانا ٹھیک بات نہیں -

آپ کہتے ہیں کہ جو کمیونسٹ انڈر گراؤنڈ (Under Ground) کام کر رہے ہیں انکے پاس ہتھیار ہیں - شائد انکے پاس ہتھیار ہوں - مگر ان سے جو ہتھیار دینے کا مطالبہ کیا جاتا ہے میری سمجھ میں نہیں آتا - اس پر اصرار کیوں کیا جاتا

ہے - رہنے دیجئے - پہلے آپ رعایا کا مسئلہ تو حل کر دیجئے - میرا تجربہ ہے کہ رعایا بڑی تعداد میں بیروزگار ہوتی جا رہی ہے -

آپ ٹیننسی ایکٹ (Tenancy Act) کے تحت کسانوں سے معاوضہ لیکر انہیں زمینات دینے کا طریقہ بتلا رہے ہیں لیکن میں کہوں گا کہ کسانوں کے قبضہ میں تقریباً ۸۰ سال سے زمینات ہیں وہ اتنے طویل عرصہ سے ان زمینات پر کاشت کرتے آ رہے ہیں - اس عرصہ میں انہوں نے جو رقم زمینداروں کو دی ہے کیا وہ کافی نہیں جو اب ان سے مزید معاوضہ طلب کیا جا رہا ہے ؟ بہر حال آپ زمینداروں اور جاگیرداروں کی حفاظت کا زیادہ خیال رکھتے ہیں - انہیں کی حفاظت کے لئے پولیس پر زیادہ خرچ کیا جاتا ہے - اگر آپ کی یہ پالیسی ہے تو میں کہوں گا ہم کس طرح آگے بڑھ سکتے ہیں اور کہاں تک کامیاب ہو سکتے ہیں - ان خیالات کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں -

श्री. वामनराव देशमुख (मोमिनाबाद जनरल):—अध्यक्ष महाराज, माननीय मंत्री श्री. फूलचंद गांधी यांनी आज सभागृहासमोर भाषण केले त्यांत त्यांनी अंक मुद्दा असा मांडला की ज्याअर्थी विरोधी पक्षाचे नेते श्री. वि. डी. देशपांडे यांना अकूण मतापैकी ४१ टक्के मते पडली आहेत त्याअर्थी यांना विरोधी पक्षाचे नेते म्हणून येथे येण्याचा काय अधिकार आहे ? माननीय मंत्र्यांनी आकडेवारी माहिती देऊन हे सिद्ध करण्याचा प्रयत्न केला आहे की श्री. वि. डी. देशपांडे हे जनतेचे प्रतिनिधी नाहीत. मला असे वाटते की माननीय मंत्री शिक्षणमंत्री होण्याअवधी अर्थमंत्री झाले असते तर अधिक बरे झाले असते.

Hon'ble Shri Phoolchand Gandhi, (Public Health and Education Minister :—Mr. Speaker, Sir, he is not at all sticking to what I have said. I have given authorised figures.

मला असे वाटते की अशा प्रकारे विशिष्ट व्यक्तीचे नांव घेऊन संबोधणे हे पार्लमेन्टरी पद्धतीला धरून नव्हे. सबब माझा या गोष्टीला विरोध आहे. हा माझ्यावर परसनल अँटक (Personal Attack) आहे.

मिस्टर स्पीकर : तसा त्यांचा बुद्देश नव्हता. सभागृहाची पद्धती अशी आहे की येथे कोणावर वैयक्तिक टीका करण्यांत येऊ नये. तसे न करताहि त्यांना आपले म्हणणे मांडता येतील.

श्री. वी. डी. - दिसपान्डे (१५ गोठे) - میں جب آپ کے سامنے یہ पائینٹ لانا چاہتا تھا تو مجھے موقع نہیں ملا - آنریبل ممبر نے پرسنल अँटक की کوشش کی ہے - جب کوئی دوسرا ممبر ایسا طریقہ اختیار کرتا ہے تو

मिस्टर स्पीकर - میں سمجھता हों غلط فہمی ہو رہی ہے - آنریبل मمبر ने हद्द से بتलाये हैं -

آنریبل شری پھولچند گاندھی (پبلک ہلتھ اینڈ ایجوکیشن منسٹر) - میں نے ہند سے بتلائے ہیں - میرا مقصد در اصل کوئی پرسنل اँटक نہیں تھا اور اگر آنریبل ممبر یہ سمجھتے ہیں کہ میں نے پرسنل اँटक کیا ہے تو میں معافی چاہتا ہوں -

श्री. वामनराव देशमुख (मोमिनाबाद जनरल) : ठीक आहे, पण मी माननीय मंत्र्यांना असे विचारू अजिच्छतो की, सर्व देशाच्या निवडणुकीचा विचार केला तर अेकूण मतदानापैकी काँग्रेसला केवळ ४८ टक्के मते मिळाली आहेत. असे असूनहि काँग्रेस जर अधिकाराखड होअू शकते व देशांत मंत्रीमंडळें बनवू शकतें, तर व्हि.डी. देशपांडे हे विरोधी पक्षाचें नेते म्हणून या विधान सभेत कां बसू शकत नाहीत? जर काँग्रेसला ४८ टक्के मते असताना ती मंत्रीमंडळें बनवू शकते तर तेहि विरोधी पक्षाचें नेते म्हणून विधान सभेत बसू शकतात.

दुसरी गोष्ट अशी की करोडगिरीबाबत आपल्या भाषणांत बोलतांना माननीय मंत्री म्हणाले की सरकारी नीति शक्य तितक्या लीकर करोडगिरी बंद करण्याची आहे व या कामाला मागील वर्षापासून सुरुवातहि झाली आहे, आणि १९५४-५५ मध्ये करोडगिरी पूर्ण बंद होअील. हैदराबाद मध्ये पोलीस अॅक्शन होअून आतां चार वर्षे झालेली आहेत तरी देखील आपण या वर्षाच्या अंदाज-पत्रकांत करोडगिरीपासून चार करोड रुपयाचें अुत्पन्न दाखवले आहे. पोलीस अॅक्शनपूर्वी तुम्ही जनतेला असे आश्वासन देत होता की पहिल्याने आम्ही करोडगिरी बंद करूं. पण ते आश्वासन तुम्ही विसरलेले दिसतां अेवढेच नव्हे तर याहि वर्षाच्या बजेटमध्ये करोडगिरीपासून चार करोड रुपयांचे अुत्पन्न दाखवलेले आहे. ही गोष्ट केव्हांहि योग्य होणार नाही.

तिसरी गोष्ट अशी की अर्थमंत्र्यांनी १९५२-५३ चे जे बजेट सभागृहासमोर मांडले आहे त्यांतील अुत्पन्नाच्या बाजूकडे पाहिले तर आपणास असे दिसून येअील की जवळ जवळ साडेअकरा करोड रुपयांचे अुत्पन्न अेक्साअिज ड्युटीपासून मिळणार आहे. याचा अर्थ असा की दारू, गांजा अफू आदि मादक पदार्थापासून अितक्या मोठ्या प्रमाणावर रक्कम मिळणार आहे. यावरून हे सिद्ध होते की तुमची तिजोरी भरण्यासाठीं तुम्ही व्यसनी जनतेला प्रोत्साहित करणार व दारूसारख्या त्याज्य वस्तूचा प्रचार करणार. तसेच सेल्स टॅक्सपासून दीड करोड रुपयांचे अुत्पन्न दाखवले आहे. हा सेल्स टॅक्स कोणाच्या खिशांतून येणार आहे? हा सेल्स टॅक्स गरीब जनतेकडून मिळणार आहे. त्याचप्रमाणें करोडगिरीपासून चार करोड अुत्पन्न होणार आहे. अशा प्रकारे अेकूण तीस करोड नव्याणव लाख रुपयांच्या अुत्पन्नापैकीं साधारण साडेसोळा करोड रुपयांचे अुत्पन्न वरील मागाने व्हावयाचे आहे. अशाप्रकारचे अुत्पन्न कोणत्याहि प्रगतीशील देशाला भूषणावह होणार नाही.

फक्त शहरांत राहून बजेट केल्याने ते जनतेचे बजेट होणार नाही. काँग्रेस आपली सर्व जुनी तलें विसरली आहे. तेव्हां आता तिच्याकडून अशा कामाची अपेक्षा करणें चूक होअील.

१९२२ सालच्या १४ तारखेच्या केसरीमध्ये लोकमान्य टिळकांनी जो लेख लिहला आहे त्यांत ते म्हणतात “अेकंदर देशाची आर्थिक, सामाजिक, राजकीय, व सामान्य परिस्थिति कशी आहे हे फक्त त्यांतील चार पांच शहरांचा विचार करून कळू शकणार नाही. त्यासाठीं खेड्यांतील सामान्य जनतेचा आपल्याला विचार केला पाहिजे.” सामान्य जनतेला पोटभर अन्न व अंगभर कपडा मिळतो आहे की नाही या सर्व गोष्टींचा आपणांस विचार केला पाहिजे. त्यावरूनच अेकंदर परिस्थितीचे दर्शन आपणांस होअू शकेल. केवळ शहराच्या विचारानें बजेट करून भागणार नाही.

तिसरी गोष्ट अशी की माननीय श्री. फूलचंदजी गांधी हे पूर्वी देखील आरोग्य मंत्री होते. त्यांनी आपल्या भाषणांत सांगितले की “मागे आम्ही कांहीं हजार औषधांच्या पेट्या जिल्ह्या

जिल्ह्यांतून वाटल्या आहेत.” त्यांचे हे म्हणणे चूक आहे असे मी म्हणत नाही. परंतु शेवटी त्या पेट्या कोणाला मिळाल्या याची त्यांनी कधी चौकशी केली आहे काय ? मला असे सांगावयाचे आहे की ज्यांची आपल्याला पुढील निवडणुकीत मदत होईल असे वाटले त्यांनाच त्या औषधी पेट्या दिल्या गेल्या. दुसऱ्या लोकांना त्या पेट्या मिळाल्या नाहीत. अशा प्रकारे निवडणुकीत मते मिळविण्याचा प्रयत्न करण्यांत आला. माननीय मंत्र्यांना याचे पुरावे पाहिजे असतील तर मी हे विधान पुराव्यानिशीं सिद्ध करून देण्यास तयार आहे.

माननीय श्री फूलचंद गांधी (शिक्षण व आरोग्य मंत्री) : ऑनरेबल स्पीकर सर, मी ऑनरेबल सदस्यांच्या नजरेस ही गोष्ट आणू अिच्छितो की औषधाच्या पेट्या सोळाहि जिल्ह्यांत वाटण्यांत आल्या आहेत. पण ते म्हणतात त्याप्रमाणे मतांचा प्रश्न फक्त अेकाच जिल्ह्यांत अुदभवू शकेल. तेव्हा त्यांचे हे विधान दिशाभूल करणारे आहे.

Shri Waman Rao Deshmukh (Mominabad-General):—It is absolutely false, Sir, that it is distributed in 16 districts.

तसेच माननीय मंत्र्यांनी असे सांगितले की आम्ही शेतकऱ्यांना तकावी रक्कम दिली. पण ती तकावीची रक्कम कोणाला मिळाली, आणि तिचा अुपयोग कसा करण्यांत आला, ही माहिती मंत्र्यांनी कधी मिळविली आहे काय ? मला माहित आहे की आपआपल्या विहिरीवर ऑंजिल अिजिन बसविण्यासाठी सरकारने लोकांना तकावी दिली. ज्यांच्या जवळ मुबलक जमीन होती आणि ज्यांना ऑंजिल अिजिन बसविणे शक्य होते त्यांना त्याकरिता तकावी न देतां अितर लोकांना देण्यांत आली.

शिक्षणाच्या बाबतीतहि हीच गोष्ट आहे. सरकार शिक्षणावर जेवढा पैसा खर्च करावयास पाहिजे तेवढा करीत नाही. विशेषतः प्राथमिक शिक्षणाची फार अव्यवस्था आहे. ज्याठिकाणी तीन हजार लोकवस्ती आहे अशा ठिकाणी देखील अद्यापपावेतो अेकहि प्राथमिक शाळा नाही. मी जेथे राहतो त्या घाटणापूर गावाची लोकसंख्या तीन हजार आहे. पण तेथे अजून अेकहि प्राथमिक शाळा निघाली नाही. अितर ठिकाणी ज्या थोड्याबहुत प्राथमिक शाळा आहेत त्याहि नीट चालत नाहीत.

अशा प्रकारच्या सरकारकडून यापुढेहि कांहीं लोकोपयोगी भरीव कार्य होअील अशी अपेक्षा आम्ही कशी करावी ? अेवढे बोलून मी आपली रजा घेतो.

مسٹر اسپیکر - میں نے خود کل یہ محسوس کیا اور بعض جگہ سے سرجیشن بھی آیا ہے کہ آدھے گھنٹے کا وقفہ کافی نہیں ہے - کل پانچ سے ساڑھے پانچ تک وقفہ دیا گیا تھا - میں نے دیکھا کہ جب اجلاس شروع ہوا تو بمشکل کورم پورا ہو رہا تھا - اس لئے میں محسوس کرتا ہوں کہ وقفہ میں مزید ۱۰ منٹ کا اضافہ کیا جائے -
آنریبل ڈاکٹر جی - یس - ملکوئے (فینانس منسٹر) یہ ضروری ہے -

مسٹر اسپیکر - اب ہم اجلاس برخواست کرتے ہیں ۵ - ۱۰ کو ہم جمع ہونگے -

The Assembly then adjourned for recess till Fifteen Minutes past Five of the clock.

The Assembly re-assembled after recess at Fifteen Minutes past Five of the clock, Mr. Speaker (The Hon'ble Shri Kashinath Rao Vaidya) in the chair.

श्री गोपळी गंगारय (नर्मल - आम) मस्तर اسپیکر سر - بحث کی جو کاپیان آنریبل ممبرس میں تقسیم ہوتی ہیں وہ صرف انگریزی زبان میں ہیں - اسکے ترجمے پرانٹیبہ بھاشاؤں میں نہیں ہیں - ضرورت اس بات کی تھی کہ اسکے ترجمے بھی پرانٹیبہ بھاشاؤں میں کئے جا کر ممبرس کو دئے جاتے جس طرح حلفنامہ سب بھاشاؤں میں دیا گیا تھا - اس میں شک نہیں کہ ہاؤس کی زیادہ تعداد انگریزی نہیں جانتی - اگر ہر چیز انگریزی زبان میں رکھی جائے تو ہم لوگوں کو دقت ہوگی - اور ہم وزیر مالہ کی بحث سے بھی واقف نہوسکیں گے - اس لئے اسکی ضرورت ہے کہ جو چیز بھی چھپکر آتی ہے وہ سب پرانٹیبہ بھاشاؤں میں تقسیم کی جائے - میں اسپیکر جی سے پرارتنہا کرتا ہوں کہ وہ اسے قبول فرمائیں اور ہمارے احساسات کا لحاظ رکھیں -

مستتر اسپیکر - میں سمجھتا ہوں اس میں مجبوری ہے - ہر چیز کا ترجمہ سب پرانٹیبہ بھاشاؤں میں کرنا بڑی دقت کی بات ہے - اس لئے یہ چیز نہیں ہوسکتی - رول میں جملہ زبانوں کی اجازت دی گئی ہے -

I will read the relevant Rule :

Page 7, Part IV, Rule 21 of the Provisional Rules of the Hyderabad Legislative Assembly.

"The business of the Assembly shall be transacted in the official language or languages of the State or in Hindi or in English"

श्री लक्ष्मीनिवास गनेरिवाल : मै गुजिस्ता दो तीन दिनोसे हायुसमें तकरीरें सुन रहा हूं। अनिसे मुझे अंदाजा हुवा कि देश के बनाने का ख्याल अितना नही जितना के अेक दूसरेपर टीका-टिप्पणी करनेका है। होसकता है कि हरअेक पार्टी का दृष्टिकोन अलग अलग हो। किंतु किसीकी नियत अैसी नही हो सकती कि देश की हालत या देश के शासन को कोअी हानी पहुंचे। मै यह कहना चाहता हूं कि अपोजिशन पार्टी ने अिस बजेट को कअी तरह के नाम दिये हैं। मै समझताहूं कि अुन्होंने आजूबाजू के स्टेटस के बजेट को देखा नही हैं। बिनामुतालिअा किये अैसी बातें कही हैं। मै अनिके सामने चंद फिगर्स रखना चाहता हूं। और यह कहूंगा कि अगर अनि फिगर्स को वह माने तो हैदराबादका जो मौजूदा बजेट पेश किया गया है अुसे प्रोग्रेसिव्ह बजेट कहा जा सकता है।

हैदराबादकी आमदनी ३० करोड ९८ लाख बताअी गअी है। बम्बअी की आमदनी ६१ करोड ५४ लाख, मध्यप्रदेश की २० करोड ४४ लाख और मद्रासकी ५९ करोड ६२ लाख है। अब आप अनिकी पापुलेशन को लीजिये। हैदराबादकी आबादी १ करोड ८६ लाख है, बम्बअीकी ३ करोड ५९ लाख, मध्यप्रदेश की २ करोड १३ लाख, और मद्रास की ५ करोड ६९ लाख है। अब

आप जिनके खर्च का हिसाब देखिये। पोलीस अक्शन के पहले हैदराबाद गव्हर्नमेंट अंज्युकेशनपर १० या ११ फीसद खर्च करती थी जिसके बजाय अब वह अंज्युकेशनपर तकरीबन १६ फीसद खर्च करती है। बम्बई गव्हर्नमेंट २०.८० फीसद, मध्यप्रदेश १५.६४ फीसद, और मद्रास १९.११ फीसद खर्च करती है। इन आदाद से अंदाज किया जासकता है कि हमारा बजेट तरक्की की तरफ जा रहा है। हमारी हुकूमत ने बागडोर संभाले अभी बहुत थोड़ा ही अरसा हुआ है। अलिक्शन के बाद हम सब पहली मरतबा यहां जमा हुये हैं। जब फायनल बजेट हमारे सामने आयेगा उस वक्त हम सब मदातपर तफसील से गौर करसकते हैं।

अब मैं मेडिकल के अखराजात की तरफ हाजुसको ध्यान दिलाऊंगा। हैदराबाद में और हमारे बाजू के प्रांतों में मेडिकल पर जो खर्च होता है वह यह है। हैदराबाद में ३.८७ फीसद, बम्बई में ४.३८ फीसद, मध्यप्रदेश में ३.४८ फीसद, और मद्रास में ५.२४ फीसद मेडिकल पर खर्च होता है। जिस प्रकार पब्लिकहेल्थ या जिरात को लीजिये। इनके आदाद से भी यह मालूम होता है की हैदराबाद की हुकूमत पब्लिक के कामों पर काफी रुपया खर्च करती है। सिर्फ यह कहदेना कि यह पोलीस बजेट है दुरुस्त न होगा। इन अमूरपर ऑनरेबल चीफ मिनिस्टर और ऑनरेबल श्री. फूलचंदजी गांधी ने काफी रोशनी डाली है। जिसपर मुझे कुछ कहना नहीं है। मगर मैं सिर्फ यह कहूंगा कि हकायक को देखते हुये चलिए। इस तरह टीकाटिप्पणी और अंतराजात से मसायल हल नहीं होते।

मुझे ऑनरेबल फायनान्स मिनिस्टरके सामने दो चार सूचनाओं रखनी हैं। पहली चीज यह कि गोरवाला कमिटी की रिपोर्ट से मुतालिक ऑनरेबल चीफ मिनिस्टर ने फरमाया कि इसमेसे कअी चीजें कार्यरूप में लायी जा रही हैं, और आगे भी कियेजानेवाली हैं। लेकिन मैं कहूंगा कि इस कमिटी ने सिर्फ हैदराबादकी सिटी के दफातिर की तरफ नजर डाली है। मैं समझता हूं कि अगर डिस्ट्रिक्ट्स के दफातिर की तरफ नजर डाली जाती तो मजीद गुंजायश निकल आती। इस तरफ ध्यान दीजिये। जिसतरह आपके बजेट के घटानेसे कमी हो सकती है। मैं इसके साथ यह भी दरखास्त करूंगा कि ऑफिशियल और नॉन ऑफिशियल लेजिस्लेटिव्ह असेंब्ली मेंबर्स की अेक कमिटी बनायी जाय तो अच्छा होगा। यह कमिटी छानबीन के बाद अपनी तज्जीवी कॅबिनेट के सामने पेश कर सकेगी। दूसरी चीज जिसकी तरफ मैं इशारा करना चाहताहूं वह यह है कि जिस अुमदगीसे हैदराबाद मे जागीरात को खतम करने की कोशिश की गयी है इसी तरह अगर मनसब की तरफ तौजे की जाय तो मैं समझताहूं कि हमारे बजेट से २७ लाख के खर्च का फिगर कट होजासकता है। हैदराबाद मे मनसब तीन तरीकों का है। अेक तो इन लीव आफ जागीर है, जिसके बारे में मैं यह कहूंगा कि जब खुद जागीरें खतम होजा रही हैं तो इन के मावजों में जो मनासिब हैं इन्हें भी खतम होजाना चाहिये। दूसरी मनसब कंडिशनल ग्रांट्स की है। यह मनसब, मनसबदारों को जिस शरत के साथ दी जाती है कि वह अपने पास घुडस्वारोंका दल रखे किंतु जब यह बात मौजूद ही न रही तो जिसको वाकी रखने की क्या जरूरत है? इसे मैं समझताहूं फौरन खत्म करदेना चाहिये। तीसरी किसम की मनसब के मुतालिक मुझे तफसीली अनफरमेशन नहीं मिला। मैं समझताहूं फायनान्स मिनिस्टर इससे वाकिफ होंगे। खैर वह जो कुछ भी हो इसके खतम करने की तरफ ध्यान देना चाहिये।

तीसरी चीज जो सोचनेके काबिल है वह अतीयातका दफतर है। जिस दफतर की जरूरत जिस लिये नहीं है कि मध्यप्रदेश, बंबई, मद्रास वगैरा में यह काम रेव्यू डिपार्टमेंट में अंजाम पाता है। मेरे खियाल में सकसेशन के तसफियोंके लिये दो ढाई लाख रुपया बजेट में रखा जाना ठीक न होगा। जिसलिये जिस डिपार्टमेंट को मालगुजारीमें जम करके बजेट में बचत करनी चाहिये।

एक और सूचना मैं यह अर्ज करना चाहता हूं कि जागीर अडमिनिस्ट्रेशन डिपार्टमेंट का काम तो खतम हो चुका है। लेकिन चन्द जागीरोंके पाससे हिसाब दाखील न होनेकी वजह से यह डिपार्टमेंट चालू रखा गया है। मैं तो समझता हूं कि जागीरदार तो छे महिने ही क्या अकसाल बल्कि दो साल तक भी अपने हिसाबत दाखल नहीं करेंगे। ऐसी सूरत में जिस डिपार्टमेंट को रखकर खर्च बरदाश्त करनेकी क्या जरूरत है? जागीरदारों को नोटिस देना चाहिये कि वह मुकर्रर मुदत के अंदर हिसाबत दाखल करदे वरना जिसकी जिम्मेवारी गव्हर्नमेंट पर न होगी। जिस नोटिस की मुदत के गुजरने के बाद जिस डिपार्टमेंट को बंद करके बजेट के भार को कम करना चाहिये।

एक और चीज मुझे अर्ज करनी है कि हमारा आर्कियालॉजिकल डिपार्टमेंट गव्हर्नमेंट ऑफ इंडिया के सुपुर्द किया गया है। जिस मे से थोड़ी चीजें हमारे यहां रहगयी हैं। उनके लिये एक डिपार्टमेंट रखना जरूरी नहीं है। अगर मैं जो कह रहा हूं सही है तो बकिया चीजें भी गव्हर्नमेंट ऑफ इंडिया के सुपुर्द करके जिस डिपार्टमेंट को बरखास्त करना चाहिये जिससे बजेट में कमी होगी।

एक और चीज यह है कि हमारे अडमिनिस्ट्रेशन में जिस वक्त बाहर के कभी अफसर काम कर रहे हैं। मैं समझता हूं कि जब हमें इनकी जरूरत थी तो यह ठीक था। लेकिन जब इनकी जरूरत नहीं है तो इन्हें वापस करदेना चाहिये। और खास हालात के तहत किसी को रखना ही है तो इन्हें अबसॉर्ब (Absorb) कर लिया जाना चाहिये। यह मुनासिब नहीं कि इनका तालुक गव्हर्नमेंट ऑफ इंडिया से रखकर इन्हें २५ फीसद डेप्युटेशन अलावन्स दिया जाय, और एक मोटर या जीप वगैरा देकर बजेट के भार को बढ़ाया जाय। मैंने जो कुछ कहा है अगर इसे ठीक समझा जाय तो जिसपर अमल किया जाय।

मैं आपकी तौजे ऑफिकलर डिपार्टमेंट की तरफ लेजाना चाहता हूं। श्रोमोर फुड कैंपेन के लिये बजेट में काफी गुंजाबीश रखी गयी है लेकिन जिसके प्रोग्रेस रिपोर्ट (Progress Report) जो की अखबारों और कम्युनिकों के जरिये शायी होते हैं उनके देखने से मालूम होता है कि जिस अंश पर जितना खर्च किया जा रहा है जिस लिहाज से रिजल्ट नहीं है। हम देखते हैं कि तालुकों और मवा-जात में थोड़े से बीज भेज दिये जाते हैं। जिस से कोबी खास नतीजा नहीं होसकता। मैं यह कहूंगा कि आप जो भी रकम लगा रहे हैं उसे कोबी एक जील्हा मुंतखब करके एक साल या दो चार साल तक वहां लगायें और यह कैंपेन चलायें। जिस प्रकार जो नतीजा निकलता है उसके लिहाज से तमाम डिस्ट्रिक्ट्स में अमल किया जाय तो नतीजे की आशा होसकती है।

एक और चीज की तरफ मैं आपकी तौजेह मुनअतिफ करूंगा वह यह है कि दीगर स्टेट्स में और देहली में भी हर डिपार्टमेंट की सालाना रिपोर्ट पब्लिश होती है और हमको सप्लाय की जाती है- जिसके देखने से हमें यह अंदाजा हो सकता है कि किस डिपार्टमेंट ने क्या क्या काम किया और गुजिश्ता

सालों की वनिस्वत कितनी तरक्की की। लेकिन हमें अफसोस है कि गव्हर्नमेंट ऑफ हैदराबाद ऐसी कार किर्दंगी को रिपोर्टें शायी नहीं करती। जिसलिये डिपार्टमेंट के काम का अंदाजा नहीं होसकता कि वह किस कदर तरक्की कर रहा है।

हाबूसमें फैनानशियल अिटिग्रेशन का जिकर किया गया है। जिस में शक नहीं कि हैदराबादका फैनानशियल अिटिग्रेशन काँग्रेस मनिस्ट्री के कयाम के पहले ही अमल में आया। लेकिन हम मौजूदा फैनान्स मनिस्टर से यह अपेक्षा करते हैं कि वह अिटिग्रेशन से मुतालिक ब्लू प्रिन्ट (Blue Print) या व्हाइट प्रिन्ट (White Print) हाबूस के सामने पेश करेंगे ताकि हम इसे देखने के बाद अपने सजेशन पेश कर सकें।

मुझे हैदराबाद के डिस्ट्रीज की तरफ भी ध्यान दिलाना है। मैं अिनके तफसीलात में नहीं जाना चाहता कि हैदराबाद की डिस्ट्रीज किन किन हालात और माहोल से गुजरी हैं। मिलिट्री गव्हर्नमेंट ने अपने जमाने में वाडिया साहब को बुलाया और अिस सिलसिले में रिपोर्ट तयार करवायी। मुझे नहीं मालूम की वह रिपोर्ट कहाँ है। अिस रिपोर्ट को अगर टेबल पर रखा जाता तो अिजहार राय में आसानी होती। मैं यह कहूंगा कि हैदराबाद की डिस्ट्रीज तरक्की पर नहीं हैं। बावजूद अिसके कि हमारे यहाँ रॉ मटेरियल (Raw Material) काफी है लेबर भी हमें आसानी से मिल सकता है फिर भी हम अपने डिस्ट्रीज में अपने हमसाया स्टेट्स से कमजोर हैं। हो सकता है कि आप यह कहे कि बेपारी लोग अिसको ठीकतोरपर नहीं कर रहे हैं। अिसके हम भी जिम्मेवार हैं लेकिन अिस वक्त देखना यह है कि गव्हर्नमेंट की तरफ से जिन डिस्ट्रीज पर रुपया लगाया गया है अिन की हालत अच्छी नहीं है। वल्कि गिरती जा रही है। अिसप्रकार गव्हर्नमेंट का रुपया भी जायेगा और लेबर बेकार होजायेगा। अिन चीजोंपर ध्यान रखना चाहिये। हमें ऑफिस के कामों की स्पीड बढ़ाना चाहिये। अेक दो डिस्ट्रीज की मौजूदा हालत यह है कि महिनो मंजूरियां न मिलने की वजह से काम बराबर नहीं चलता। मुझे अिसका जाती तजरूबा है। अिस तरफ ध्यान देना चाहिये कि कोनसी डिस्ट्रीज काम करसकती हैं और कितना काम करसकती हैं।

मुझे यह भी अर्ज करना है कि हैदराबाद की पिछली गव्हर्नमेंट ने आसफनगर में अेक मिलिट्री हॉस्पिटल बनाया था। अिस में जो भी सामान था वह अितना कारामद था कि शायद अुस्मानिया हॉस्पिटल या सिकंदराबाद के हॉस्पिटल में भी वैसा सामान नहीं होगा। यह सामान यहाँ से भेज दिया गया। मैंने अिस सिलसिले में ऑनरेबल श्री. फूलचंदजी गांधी को मुतवजे किया। अुन्होंने गव्हर्नमेंट ऑफ अिडियासे सामान की वापसी के बारे में लिखा पढी की। कुछ सामान आया। लेकिन अिसमें जो चीजें अच्छी थीं नहीं आयीं। मैं आशा करता हूँ कि हमारी मौजूदा गव्हर्नमेंट अिस बारे में गव्हर्नमेंट ऑफ अिडिया से मुरासलत करेगी। मैं कहूंगा कि हैदराबाद ने क्या किया है कि अिसको अपनी चीजों से फायदा न पहुँचे, और पूने के लोग अिससे लाभ अुठायें?

अाखिरमें मैं कहूंगा कि मार्च १९५३ अि. में हैदराबाद की करन्सी बदलनेवाली है। अिसके असरात बजेटपर भी यकीनन होंगे। इस बारेमें गव्हर्नमेंट ऑफ हैदराबाद को अभी से सोचना चाहिये। पानी अूपर आनेके बाद कट्टा बांधने की कोशिश करना ठीक न होगा।

जिन चंद खियालात को आपके सामने रखते हुअे मैं यह अर्ज करूंगा कि जब तकसली बजेट आयेगा अुस वक्त मैं भी हरमद से मुतालक वजाहत करूंगा।

Shri Buchiah : On a Point of Information, Sir, I have just submitted and sought your permission to move an adjournment motion. I would like to know, Sir, what is the fate of it.

Mr. Speaker : You mean your adjournment motion. The adjournment motion cannot be permitted at this time. You brought it at about 4-40 p.m. Is it not so ?

Shri Buchiah : Yes, Sir.

Mr. Speaker : And so it is not the time to submit the adjournment motion.

Shri Buchiah : But.....

Mr. Speaker : I have already given a ruling to the effect that the adjournment motion cannot be entertained when discussion on financial matters is going on.

شری جی - سری راولو - (متنبی) - مسٹر اسپیکر - قبل اسکے کہ میں امنڈس پر اپنے خیالات ظاہر کروں میں اس جانب ہاؤس کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ بجٹ کے سلسلے میں یہ کہا گیا ہے کہ وقت نہ ملنے کی وجہ سے اس قسم کا بجٹ پیش ہوا ہے - ذمہ دار خد مات رکھنے والے بھی اس طرح کہتے ہیں - لیکن میرے خیال میں یہ کوئی خاص اکسکیوز (Excuse) نہیں ہونا چاہئے - بجٹ کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ چند فیکٹس میں ہیر بھیڑ کر کے سکرٹری صاحب نے جو بجٹ تیار کیا تھا اس پر دستخط کر کے پیش کر دیا گیا ہے - اس لحاظ سے یہ آڈیٹرس بجٹ (Auditors' Budget) کہلایا جاسکتا ہے - ایک عوامی وزیر و ایڈر کی جانب سے جب یہ پیش ہوا ہے تو اس پر غور کیا جانا چاہئے تھا کہ کس مد میں کمی کی جانی چاہئے اور کس میں اضافہ - اگر مواضعات کا دورہ کیا جاتا تو معلوم ہوتا کہ کئی دوا خانے ایسے ہیں جہاں صرف سو دو سو روپے کی دوائیں تقسیم کی جاتی ہیں لیکن ہزاروں روپے کا اسٹابلشمنٹ انکی تقسیم کیلئے رکھا جاتا ہے - اسی طرح اگر ایک ایڈر ڈپارٹمنٹ کو لیجئے - تناوی وغیرہ کے بارے میں جو منظوریوں دیجاتی ہیں وہ کاشکاروں کو حقیقت میں کتنی ملتی ہیں اور غیر مستحقین کو کتنی یہ ظاہر ہو جاتا ہے - پرانے دور میں کئی بڑے لوگ اس رعایت سے فائدہ اٹھاچکے ہیں - اگر ان تمام باتوں پر غور کیا جاتا اور عوام کی حقیقی ضروریات کے لحاظ سے بجٹ کو گھٹایا بڑھایا جاتا تو عوامی مشکلات بڑی حد تک حل ہو سکتیں - آج یہ بجٹ ایک عوامی بجٹ کی حیثیت سے ہمارے سامنے آیا ہے - عوام ایک عرصہ سے منتظر تھے کہ عوامی بجٹ انکے سامنے آئیگا تو انکی مشکلات اور مسائل حل ہونگے - مگر اس بجٹ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی مشکلات حل نہیں ہوئیں - گو آنریبل فنانس منسٹر نے

فرمایا ہے کہ وہ اس بارے میں سوچ رہے ہیں اور انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ تمام چیزوں کا جائزہ لیکر آئندہ بجٹ اطمینان بخش طریقہ پر پیش کیا جائیگا۔ مجھے ان پر وشواس ہے۔ آج جس سو روپ (स्व रूप) میں بجٹ آیا ہے ظاہر ہے ہمیں اسی ڈھنگ سے اس پر و چار کرنا ہوگا۔

یہ بجٹ تین مہینوں کے لئے پیش ہوا ہے۔ اسی لحاظ سے سال بھر کی رقموں کو چوتھائی کر کے اس بجٹ میں پیش کیا گیا ہے۔ اس سے صاف طور پر یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ آپ اسی سابقہ پالیسی اور اسی ڈھنگ سے خرچ کرنا چاہتے ہیں۔ اس میں چیف منسٹر کی تنخواہ چار ہزار اور فنانس منسٹر کی دو ہزار پانچ سو آئی جی۔ بتلا گئی ہے۔ آپ ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ عوامی وزیروں کی تنخواہ (۱۵۰۰) حالی ہوگی۔ لیکن ہمارے سامنے اسکے متعلق گورنمنٹ کا کوئی رٹن اسٹیٹمنٹ (Written Statement) نہیں ہے۔ اگر بجٹ میں جو رقم بتلائی گئی ہے وہ منظور کر لی جائے تو اسکے معنے یہ ہونگے کہ ہمنے بجٹ میں لکھی ہوئی تنخواہیں منظور کر لیں۔ ایسی حالت میں ہمارے لئے یہ مناسب نہوگا کہ بجٹ میں لکھی ہوئی تنخواہیں منظور کریں۔ تاوقتیکہ ہمیں اسکے بارے میں کوئی تیقن نہ دیا جائے۔

اسی طرح سیلائی منسٹر کے کالم میں انکے پرائیویٹ سکرٹری کی تنخواہ بھی آئی۔ جی بتلائی گئی ہے۔ پی۔ ڈبلیو۔ ڈی۔ منسٹر کی تنخواہ تین ہزار بتلائی گئی ہے۔ خاص اس منسٹر کی تنخواہ اتنی زیادہ کیوں ہے۔ وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ اگر اسکی اصلاح کردیجاتی تو ہمارے لئے کسی شبہ کی گنجائش نہوتی۔

پالیسی کے نقطہ نظر سے اگر بجٹ کو دیکھا جائے تو یہ بجٹ سرمایہ دارانہ پالیسی کا حامی نظر آتا ہے۔ میرے خیال میں یہ مناسب نہیں۔ عوام میں جو ناامیدی پھیلی ہوئی ہے اسے دور کرنے اور انکے مسائل کو حل کرنے کے لئے بجٹ میں کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ عوام نے جنگ آزادی میں حصہ لیا ہے۔ وہ غربت افلاس جہالت بیکاری اور بیماریوں کے خلاف جنگ لڑے ہیں۔ وہ اپنے دل میں بڑی بڑی آشنائیں رکھتے ہیں۔ اس اعتبار سے میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ اس مسئلہ کو عوامی نقطہ نظر سے سوچا جائے۔ آپ نے بھی پبلک سے بڑے بڑے وعدے کئے ہیں۔ آج آپ کو پبلک کے سامنے جواب دینا ہے۔ عوام جب تک اس بجٹ میں نیشن بلڈنگ ورکس (Nation Building works) اگر ریکلچر۔ مڈیکل۔ اور پبلک ہلٹھ وغیرہ کے لئے کافی گنجائش نہ پائینگے وہ اسے عوامی بجٹ ماننے کے لئے تیار نہونگے۔ پولس میں جب تک اتنی بڑی رقم رہیگی اس بجٹ کو عوامی بجٹ نہیں سمجھا جائیگا۔

ایک کانگریسی آنریبل ممبر نے فرمایا کہ سادگی آتی چاہئے انڈسٹریشن میں بھی سادگی آتی چاہئے۔ میں یہ کہہونگا کہ پیشرو حکومت نے حیدرآباد گورنمنٹ میں

بہت سے غیر ضروری ڈپارٹمنٹس قائم کردئے ہیں۔ جن میں سے بہت سے ڈپارٹمنٹس کسی کام کے نہیں۔ ایک محکمہ انٹی کرپشن کمیٹی (Anti-Corruption Committee) کے نام سے قائم ہوا ہے۔ وہ کیا کام کر رہا ہے مجھے معلوم نہیں۔ اس کے خرچ کے اعتبار سے اس سے کیا لاہفہ ہوتا ہے متعلقہ منسٹر نے کوئی اطلاع نہیں دی۔

اب تک ہاؤس میں مختلف پنچز سے جو تقریریں ہوئی ہیں انہیں سننے کے بعد بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ ہاؤس نے بجٹ پر کم بحث کی ہے اور پالیسی پر زیادہ کہا گیا ہے۔ میرے سامنے کی پارٹی کی جانب سے اپوزیشن گروپ پر مختلف چار جس لگائے گئے۔ اور یہ کہا گیا کہ اگر اس بات کی گیارٹی دیجائے کہ امن و امان پر قرار رہیگا ہتیار واپس کئے جائینگے تو جس تعداد میں ہتیار واپس ہونگے اسی تناسب سے پولیس کے بجٹ میں بھی کمی کی جائیگی۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ حکومت کا اس طرح اپیل کرنا کہاں تک بجا ہے۔ یہی اپیل اخباروں اور دوسرے طریقوں سے بھی کی جاتی ہے لیکن میرے خیال میں ایسی اپیلوں سے کوئی کام نہیں چل سکتا۔ حکومت اسٹرانگ میٹرس (Strong Measures) سے کام لے۔ پولیس اور فوج پر بلا وجہ کافی روپیہ خرچ کیا جاتا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عوام کو وزرا پر بھروسہ نہیں ہونا تو یہ چاہئے کہ عوام کو وزرا آفیسرز اور حکومت کے ملازمین پر اعتماد ہو۔ ہمیں چاہئے کہ اپنے گھر کے لوگوں پر بھروسہ کریں۔ اور ان سے توقع رکھیں کہ وہ گھر کو صاف کریں گے اور سدھا رینگے۔ باہر کے لوگوں پر آپ کب تک بھروسہ کریں گے۔ ہر چیز کے لئے دلی سے مشورہ لیا جاتا ہے۔ ہم سب ممبرس یہاں حیدرآباد کو بنانے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ اس لئے نہیں کہ جو بھی ضرورت محسوس ہو اسے باہر سے خرید کر لاتے جائیں۔ لیکن جب ہم کوئی پروپوزل پیش کرتے ہیں تو اسکے متعلق کہا جاتا ہے کہ کانسی ٹیوشن کے تحت یہ چیز ہمارے جورسڈکشن (Jurisdiction) میں نہیں آتی۔ ان تمام جکڑ بندیوں میں آکر ہم اپنے اطراف ایک گہری خندق کھود کر بیٹھ گئے ہیں۔ ایسی صورت میں ہم کیا کام کرسکینگے ظاہر ہے۔ عوام اسی طرح سے منتظر رہینگے اور ہم ہاتھ ملتے رہ جائینگے۔ آپ نظام کے خرچ میں کمی نہیں کرسکتے۔ جاگیرات کا معاوضہ نہیں روک سکتے۔ عوام کی ضروریات کے لئے بجٹ میں اضافہ نہیں کرسکتے۔ جب ہم مطالبہ کرتے ہیں تو ہمارے سامنے رولس (Rules) اور ریگولیشنس (Regulations) رکھدئے جاتے ہیں۔ جکڑ بندیاں پیدا کردی جاتی ہیں۔ مسائل تو صحیح طور پر حل نہیں ہوتے اسکے برخلاف دہلی سے کونسلرز آتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کیا اس طریقہ سے مسائل حل ہوسکتے ہیں۔ آنریبل چیف منسٹر نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ یہ ہماری بدقسمتی یا خوش قسمتی ہے کہ ہم پر پابندیاں ہیں۔ کانسی ٹیوشن میں 'معاوضہ' دینے کی پابندی لگائی گئی ہے۔ اسی وجہ سے ہم کو مجبور ہونا پڑ رہا ہے۔ پہلے انہوں نے "بدقسمتی"، کا لفظ استعمال کیا جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو کنڈیشن (Condition) رکھا گیا ہے

وہ بھی چیف منسٹر کی مرضی کے خلاف ہے۔ انکا ضمیر بھی یہی کہتا ہے کہ یہ مناسب نہیں۔ عوام سے جو وعدے کئے گئے ہیں انہیں پورا کرنا ضروری ہے۔ گورنر کا لحاظ نہیں رکھا گیا تو یاد رکھئے ایسا وقت آئیگا کہ ادھر کے لوگ اودھر ہو جائیں گے اور اودھر کے لوگ ادھر آجائیں گے۔ ایسا وقت آنے سے پہلے ہمیں چاہئے کہ سب منکر ایک ایسا خاکہ پیش کریں جو سب کے لئے موزوں ہو۔ سوامی رامانند تیرتو نے جو خاکہ پیش کیا ہے کم از کم اس پر غور کیا جاتا تو مناسب ہوتا۔ آپ ایکٹ تو بناتے ہیں لیکن عملاً یہ ہو رہا ہے کہ بے دخلیاں بڑھتی جا رہی ہیں۔ جب اس سلسلے میں مقدمات دفتر میں رجوع ہوتے ہیں تو انکا سلسلہ کافی طویل ہو جاتا ہے۔ پہلے تو درخواست پر ٹکٹ لگانا پڑتا ہے۔ ایک وکیل کو مقرر کرنا ضروری ہو جاتا ہے جو کافی معاوضہ لیتا ہے۔ قانون لگنداری کی دفعہ (۱۱) کے تحت ایک تہائی سے زیادہ حصہ نہیں لیا جاسکتا۔ لیکن وہ نصف دینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اس کے باوجود بھی کچھ نہیں ہو سکتا۔ تحصیل اور عدالتیں انصاف رسانی نہیں کرتیں۔ ان امور کی اصلاح جب تک نہو رعایا کی مشکلات حل نہیں ہو سکتیں۔ کوئی موثر قدم اٹھایا جائے تو جو قانون بنایا گیا ہے اس پر پورا پورا عمل ہو سکے گا۔ آئریبل چیف منسٹر جو ریونیو منسٹر بھی ہیں ان سے میں یہ عرض کرونگا کہ قولداریوں کے جو رجسٹرات تیار کئے گئے ہیں ان میں بھی کئی بے ضابطگیاں ہیں۔ قولداریوں کے کالم میں گذشتہ سال ایک شخص کا نام درج رہے تو آج دوسرے کا نام نظر آئیگا۔ میں ایسی کئی مثالیں پیش کر سکتا ہوں۔ کاشتکاروں کی بھلائی کے لئے آپ مارٹ گیج بینک (Mortgage Bank) قائم کرنا چاہتے ہیں لیکن عملاً اس سے کاشتکاروں کو فائدہ نہ پہنچے تو اس سے کیا حاصل۔ اگر آپ سگریٹری کے مرتب کئے ہوئے بجٹ پر دستخط کر کے پیش کرتے رہیں گے تو کاغذی عمل تو مکمل ہو جائیگا لیکن اس سے عوام کو کوئی حقیقی فائدہ نہیں پہنچ سکیگا۔ ہمیں مڈیکل اگریکلچر اور ایجوکیشن کے لئے بجٹ میں کافی رقوم مہیا کرنی چاہئیں۔ جب تک ایسا نہو وہ عوامی بجٹ کہلا سکتا ہے اور نہ اس سے عوام کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اگریکلچر کے تعلق سے میں یہ کہوں گا کہ ہمارے بجٹ میں بھومی سینا کے لئے کوئی ایٹم نہیں رکھا گیا ہے حالانکہ یہ ایٹم بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ چنانچہ شری منشی جی نے بھی بھومی سینا کی ضرورت پر اپنے حالیہ دورہ آندھرہ میں زور دیا تھا۔ ہماری سوشلسٹ پارٹی بھی بھومی سینا کی ضرورت کو محسوس کرتی ہے۔ حالات کے لحاظ سے فوڈ پرابلم (Food Problem) کو حل کرنے کے لئے بھومی سینا کے بغیر کام نہیں چسکتا اس مسئلہ کو حل نہ کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ زمین کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ آپ کیتک رجعت پسندی کے خواب دیکھیں گے۔ نظام کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ کانسی ٹیوشن کی پیداوار ہے۔ اس لئے ایجیٹیشن نہ کرنا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو کچھ کہا گیا یا جو کچھ کیا گیا ہے وہ عوام کے دل کی بات ہے۔ اس نظام کے خلاف جو رعایا ہر ظلم ڈھانے کا کارن بنا ہے۔ اسکی شخصیت کے خلاف ناپستندگی کا

اظہار کیا گیا۔ راج بریکو کے عہدے کے خلاف نہیں۔ کانسی ٹیوشن نے جو راج بریکو کا عہدہ بنایا ہے اسکے خلاف ایجیشن نہیں کیا گیا بلکہ ایجیشن انکی شخصیت کے بارے میں ہے کیونکہ عوام انکے خلاف ہیں۔

مسٹر اسپیکر۔ میں سمجھتا ہوں یہ بحث آگے بڑھانا مناسب نہیں۔ شخصیت اور راج بریکو۔ یہ دونوں علحدہ نہیں ہو سکتے۔ جب اس شخصیت کو کانسی ٹیوشن نے منظور کر لیا ہے تو اس پر بحث درست نہوگی۔

شری جی۔ سری راملو۔ ٹیک ہے۔ جب بجٹ کے سلسلہ میں ایسی باتیں کہی جا رہی ہیں اور اسی طرح قدم آگے بڑھایا جا رہا ہے تو عوام ان باتوں کو منظور کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ آپ تین چار کی میجرٹی میں رہ کر فخر کے ساتھ جب یہ کہیں کہ یہ سوال پیدا نہیں ہوتا تو کیا حقیقت میں وہ سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔ لیکن الکشن کے زمانہ میں آپ نے عوام سے جو وعدے کئے تھے انہیں آپ بھول گئے۔ عوام کو اس طرح مغالطہ میں رکھنا درست نہوگا۔ اگر ایسی چیزیں ہم یہاں نہیں لاسکتے تو میں سمجھتا ہوں کہ پبلک کے لئے ہم کارآمد نہیں ہو سکتے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ اگر دستور میں رائٹ آف ری کال (Right of Recall) کا حق رکھا گیا ہوتا تو ان کانگریسی ممبروں کو عوام کی مرضی کے خلاف دو کاموں کے کرنے یعنی نظام کو راج بریکو بنانے اور جاگیرداری بجٹ پیش کرنے پر واپس بلا لیتے اور انکی بجائے دوسروں کو جن لیتے۔ آج عوامی مسٹر کی جانب سے یہ بجٹ پیش کیا جا رہا ہے۔ لیکن ایک کچھلا ہوا مزدور اسے منظور کرنے کے لئے تیار نہوگا۔ اس لئے کہ یہ وہی پرانا بجٹ ہے۔ یہ چیزیں سنجیدگی سے سوچنے کے قابل ہیں اگر ہم پرانے ڈگر پر چلتے رہے تو پبلک کو اپنا فیصلہ دینے کا حق حاصل ہے۔ لیکن میں کہوں گا ایسا نہونا چاہئے۔ اپوزیشن پارٹی اور رولنگ پارٹی (Ruling Party) ایک دوسرے پر صرف تنقید ہی کرتے رہیں تو اس سے کیا حاصل۔ ہمیں پبلک کی طرف بھی دیکھنا ہے کہ وہ ہمارے کاموں سے کس قدر مطمئن ہے۔ آپ یہ کہتے رہیں گے کہ ہتیار دو تو ہم پولیس کے بجٹ میں کمی کریں گے اور اگر ہتیار واپس نہیں دینگے تو پولس کے اخراجات میں کمی نہو سکیگی۔ اور دوسری طرف پی۔ ڈی۔ ایف اپوزیشن کا یہ کہنا ہے کہ اسے دہشت انگیزی کے واقعات سے کوئی تعلق نہیں۔ مجھے بھی یقین ہے کہ اس میں سے بہت سے ساتھی ایسے اعمال سے تعلق نہیں رکھتے۔ اس کشمکش میں پبلک کے مسائل حل نہیں ہو سکیں گے۔ ہم حکومت سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ عوام کے مسائل کو حل کیا جانا چاہئے اور کسی پارٹی کے اعمال کے حیلہ پر عوام کے مسائل حل کرنے سے گریز نہیں کیا جاسکتا۔

آئریبل چیف مسٹر نے فرمایا کہ چار ہزار ڈکیتی کے واقعات ہوئے اور کئی قتل ہوئے وغیرہ وغیرہ۔ اسکی ذمہ داری اپوزیشن پارٹی پر ڈالی گئی۔ یہ سمجھ میں نہیں آتا

کہ اس کا اشارہ کس کی طرف ہے۔ یہ ایک معمہ بن گیا ہے۔ آرٹیکل چیف منسٹر اور پی۔ ڈی۔ ایف سکشن کے درمیان جو چار جس (Charges) اور کونٹر چارجس (Counter Charges) ہو رہے تھے انکو سنکر تو پورے ہاؤز کو اور یہاں تک کہ وزیرس کو بھی ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ اپوزیشن میں کسی ٹیبیل کے اوپر رائنڈ اور پستول وغیرہ رکھے ہوئے ہیں اور حکومت انکو واپس کرنے کا بار بار مقابلہ کر رہی ہے جسکو وہ خاص پارٹی دینے سے قاصر ہے۔ حکومت کے لئے اس طرح کی ذمیلی پالیسی سے دھشت انگیزی کے افعال کو روکنے اور ہتھیارات حاصل کرنے میں کمیاب ہونا مشکل بلکہ محال ہوگا۔ اگر کوئی خلاف قانون و سنگین جرایم کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کے خلاف باضابطہ قانونی چارہ کار اختیار کرنا چاہئے۔ قوانین موجود ہیں۔ اس طرح بھیک مانگنے سے کام نہیں چلے گا۔ اگر اس کا کوئی حل نہیں نکلا جاتا تو دونوں کی لڑائی میں بیچارے غریب کسان اور مزدور تباہ ہو جائیں گے۔

آج عوام کے مسائل کا صحیح حل سوشلیزم کے ذریعہ ہی ممکن ہے اور چند لیڈروں نے ہندوستان کی بھلائی کے لئے عوام کو سوشلیزم کی طرف لے جانے کے لئے کمر باندھ لیا ہے۔ خود مہاتما گاندھی نے اعتراف کیا ہے کہ جنے پرکاش نارائن نے سوشلیزم کو صحیح طور پر سمجھا ہے۔ سوشلیزم کے بغیر دیس آگے نہیں بڑھ سکتا۔ الکشن کی حد تک تو پنڈٹ نہرو نے سوشلیزم کو مانا مگر ایلکشن (Election) کی حد تک ہی سوشلیسٹ بنے رہے۔ لیکن جب عمل کے میدان میں آئے تو اسکو بھول گئے۔ اس طرح آپ بھی ان ہی کی پیداوار ہیں۔ اس لئے آپ بھی یہ کہنے لگے کہ سوشلیسٹ لوگ ہوا میں باتیں کرتے ہیں۔ سوشلیزم جو ڈیموکریٹک اصول پر ہے ہم اسکو لیکر آگے بڑھیں گے اور اس کے لئے ہمارا تعاون رہیگا۔

آپ کی پولیس نے بیگناہ لوگوں پر ظلم کیا ہے اس کا آپ نے کیا انتظام کیا ؟ عادل آباد اور کریم نگر میں ایسے پلان چلائے جا رہے ہیں کہ یکلخت قولداروں کو پولیس و پٹیل پٹواریوں کی سازش اور امداد سے بیدخل کیا جائے۔ ایسی بیدخلیوں کے خلاف عوامی کارکنان اور سوشلیسٹ پارٹی کے کاریہ کرتا اس کوشش میں لگے ہوئے ہ کہ قولداروں کا کوئی مناسب تصفیہ ہو اور کانسی ٹیوشنلی (Constitutionally) اس کا کوئی حل نکالا جائے لیکن اسکے باوجود ورکرس پر لائی چارج کیا گیا ہے۔ مادھو پور تعلقہ متتھی میں کئی عہدہ داروں نے غیر منصفانہ طریقہ عمل اختیار کیا ہے۔ اسی طرح حال میں بورلہ گورم کے ایک سب انسپکٹر کی جانب سے ایک واقعہ ہوا جسکی نسبت ڈی۔ یس۔ پی کو توجہ دلائی گئی اور اخبارات میں بھی یہ واقعہ آیا۔ یہاں افعال دھشت پسندی کا کوئی سوال نہیں تھا۔ کمیونسٹوں سے اس کا کوئی تعلق نہ تھا۔ یہ صرف آپ کے اڈمنسٹریشن کا ڈفکٹ ہے۔ اگر اپوزیشن کی جانب سے ایسے واقعات کی طرف توجہ دلائی جائے تو اسے صرف اپوزیشن سمجھنا درست نہ ہوگا۔ میں یہ عرض

کرونگا کہ اپوزیشن آپکے سامنے جو مسائل رکھتی ہے اسکو بھی حل کرنا ہوگا۔ سوچئے کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ کیوں کہتے ہیں؟ تلنگانے کا مسئلہ صرف زمین اور غذا کا مسئلہ ہے۔ اسکو سوامی راماند تیرتھ اور ونوباجی بہاؤ نے بھی قبول کیا ہے۔ اگر اسکو جمہوری طریقہ پر حل نہ کیا جائے تو آپکی پالیسی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اسکے حل کے لئے قدم اٹھانا نہایت ضروری ہے ورنہ عوام خود آئندہ اس کا آلٹرنیٹو (Alternative) نکال کر ہی رہیں گے۔

مسٹر اسپیکر - میں آنریبل ممبر کی توجہ گھڑی کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ شری جی۔ سری راملو - میں ابھی تھوڑی دیر میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ میں یہ کہہ رہا تھا کہ جمہوری طریقہ پر ہم کو اپنے مسائل حل کرنے چاہئیں۔ اور میں کانگریسی حکومت کو یہ اشورنس (Assurance) دینا چاہتا ہوں کہ ہمارا طریقہ جمہوری رہیگا۔ سوشلسٹ پارٹی اسی طریقہ پر کام کرتی رہیگی۔ فوج اور پولیس پر رویہ خرچ کر کے بجٹ کو متاثر کرنا اور عوام کے اعتماد کے حاصل کرنے کی امید رکھنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ انڈسٹریز کے بارے میں میں کہوں گا کہ ہماری حکومت کی پالیسی انڈسٹریز کو فروغ دینے کی نہیں ہے میں نے سنا ہے کہ سرپور پیپر ملز اور سرسلک لمیٹڈ کو کسی پرائیویٹ انٹرپرائز (Private Enterprise) کے ہاتھ فروخت کر دینے کا مسئلہ زیر غور ہے۔ ایک طرف تو ہم ایسی انڈسٹریز کو جو فائدہ مند ہیں دوسروں کے ہاتھوں سونپتے ہیں اور دوسری طرف ایسی صنعتوں کو جو نقصان سے چل رہی ہیں انکو اپنے ہاتھوں میں رکھتے ہیں۔ متعلقہ منسٹر اس کا جواب دین تو مناسب ہوگا۔ میرے خیال میں انڈسٹریز کو نیشنلائز (Nationalize) کرنیکی سخت ضرورت ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ انڈسٹریز پہلے کیونکر منافع سے چل رہی تھیں اور اب ان میں کیوں نقصان ہو رہا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ انکے انتظامات جن لوگوں کے ہاتھوں میں ہیں ان میں نقص ہے۔ بہر حال میں سمجھتا ہوں کہ رجعت پسندی کو بدلنے اور پالیسی اور اوٹ لک میں تبدیلی کی ضرورت ہے۔ اسی لحاظ سے آپ کا بجٹ۔ ہوتو اسکو پورے ہاؤس کی تائید حاصل رہیگی۔ بجٹ مرتب کرتے وقت آپ ان تمام چیزوں کو پیش نظر رکھیں ورنہ اسی پرانے ڈھنگ پر بجٹ پیش کرتے رہیں تو اس سے نہ تو عوام کے مسائل حل ہو سکتے ہیں اور نہ عوام آپ سے مطمئن ہو سکتے ہیں۔ ان چند الفاظ کے ساتھ میں اپنا امینڈمنٹ پیش کرتے ہوئے ہاؤس سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس امینڈمنٹ کی تائید کرتے ہوئے اسے پاس کرے۔

شری ورکاتم گو پال ریڈی (میڈچل) اسپیکر مہودے - آنریبل ممبر نے اس انٹرم بجٹ کے متعلق اپنے خیالات کا کافی طور پر اظہار کیا ہے۔ دو تین دن سے جتنے امور ڈسکشن میں لائے گئے ان میں کہا گیا کہ بجٹ کے ایٹمز جمہوری مطالبات کے موافق تو نہیں ہیں لیکن جمہوری طریقہ سے پیش کر کے منظوری چاہی جا رہی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ جب دیگر ممالک میں الیکشنس ہوتے ہیں تو کمیٹی تشکیل دی جاتی ہے۔ اور کام شروع ہو جاتا ہے۔ ہمیں یہ معلوم ہے کہ ہمارے ملک میں کئی صدیوں کی مشکلات برداشت کرنے کے بعد پہلی مرتبہ یہ عوامی مقننہ آئی ہے جو بالغ رائے دہی کی اساس پر ہے۔ ہم عوام سے وعدہ کر کے بیان آئے ہیں۔ لہذا ہم کو دل کھول کر باتیں کرنا چاہئے کیونکہ ہمیں عوام کے جذبات کی صحیح ترجمانی اور نمائندگی کرنی ہے۔ اس قسم کے جذبات ہاؤس میں ظاہر کئے گئے۔ ہم ان جذبات کی قدر کرتے ہیں۔ اسلئے کہ جب تک جمہوری حکومت پر کرنٹی سیزہ (Criticism) نہ ہو اس کو صحیح معنوں میں جمہوری حکومت نہیں کہا جاسکتا۔ کرنٹی سیزہ سے جمہوریت کا اصلی روپ معلوم ہو سکتا ہے ملک کے جو ضروریات اور خواہشات ہیں انہیں ہر ایک اپنے اپنے ڈھنگ سے پیش کرتا ہے۔ اسی لحاظ سے ہم الگ الگ طریقوں پر سوچنے کے عادی ہیں۔ اب ہمیں اس مقننہ میں اک ساتھ بیٹھ کر سوچنے کا موقع ملا ہے۔ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر ہم اپنے سب خیالات کو جو ملک کی بھلائی کے لئے ہیں انجسٹ (Adjust) کر لیں تو یہ فائدہ مند ہوگا۔

یہ کہا گیا کہ جو بجٹ پیش ہوا ہے وہ پولیس بجٹ ہے۔ میں اس خیال پر رد و قدح نہ کرتے ہوئے اپوزیشن لیڈر شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے کو انکے یہ کہنے پر کہ گذشتہ چھ مہینوں سے امن و امان قائم ہے مبارکباد دیتا ہوں۔ اور ساتھ ہی یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ آئندہ بھی اسی طرح امن و امان قائم رکھنے کی ذمہ داری قبول کریں گے؟ مجھے معلوم ہے کہ اپوزیشن لیڈرس کے ہاتھوں میں ہی اسکی کنجی نہیں ہے۔ بلکہ اگر میں یہ کہوں تو بیجا نہوگا کہ اسکی کنجی رشا (Russia) کے ہاتھ میں ہے جہاں سے انکے پاس پروگرام آتے ہیں۔ اس لئے ان کا کب کیا رویہ رہیگا اس کا یقین نہیں ہو سکتا کیونکہ انہوں نے دوسری جنگ عظیم کو سنہ ۱۹۳۹ء میں سامراجیت کی جنگ کہا اور سنہ ۱۹۴۲ء میں عوامی جنگ کے نام سے موسوم کیا اور پھر سنہ ۱۹۴۷ء میں انہوں نے فسطائیت کی جنگ کا نعرو لگایا۔ اگر یہ امن ہمیشہ رہنے والا ہے تو میں آنریبل ہوم منسٹر سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس بجٹ کی منظوری دیدی بھی جائے تو اسکے بعد بھی اپنی ذمہ داریوں کا لحاظ رکھتے ہوئے ضروری بچت کریں۔ جتنا زیادہ بچا سکتے ہوں بچائیں۔ یہ بچت عوامی کاموں کے لئے کارآمد ہوگی۔ ظاہر ہے وہ بھی عوام کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے بیان آئے ہیں۔ جس طرح دوسرے آنریبل ممبرس یہ محسوس کرتے ہیں کہ ملک کو بنانے کے لئے فلاں فلاں چیزوں کی ضرورت ہے اسی طرح اس جانب کے ممبرس بھی یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ملک کو بنانے کے لئے جتنا ہو سکے اتنا کم خرچ کر کے عوام کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچائیں۔ اسی کو پیش نظر رکھتے ہوئے زراعت کو بڑھانے تعلیم کو عام کرنے اور عوام کی دوسری مشکلات کو دور کرنے کے لئے آگے قدم بڑھائیں۔ لیکن یہ آپ کو معلوم ہے کہ عوامی وزراء کے جائزہ لینے کے بعد صرف ۱۵ روز کے اندر ہی یہ انٹریم بجٹ

پیش ہوا ہے۔ اس طرح انہیں اس بجٹ پر کافی غور کرنے کا موقع نہیں ملا جسکا اظہار آئریبل فینانس منسٹر نے پہلے ہی اپنی اسپیچ میں کر دیا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ جب فل (Full) بجٹ پیش ہوگا تو اس وقت عوام کی ضروریات کو ترجیح دی جائے گی۔ اور انکی مشکلات کے حل کی طرف راغب ہونگے۔ آج غذا کا مسئلہ جس قدر اہم ہے وہ حکومت چلانے والوں سے پوشیدہ نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایک ہی مسئلہ نہیں ہے بلکہ اسی طرح سے صنعتوں کی ترقی، تعلیم کا فروغ اور بیروزگاری کو دور کرنا جیسے مسائل ہیں جن پر آپکو اور ہمکو بیٹھکر سوچنا ہے۔ نہ صرف سوچنا ہے بلکہ بہت کچھ کام کرنا ہے۔ یہاں مختلف خیالات اور رجحانات کے ممبرس ہیں۔ میں ان آئریبل ممبرس پر یہ واضح کرتا ہوں کہ ان سے عوام کی بڑی بڑی امیدیں وابستہ ہیں۔ ہم عوامی نمائندہ ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ جدوجہد کر کے عوام کی ان امیدوں کو پورا کریں۔ اس اسمبلی کو پبلک پلاٹ فارم کے طور پر استعمال نہ کریں۔ ہر شخص اگر یہ تصور کرے کہ اسکا ہی طریقہ کار پروگریسیو (Progressive) ہے تو صحیح نہوگا۔ بعض لوگوں کا یہ طریقہ ہے کہ اپنی شخصیت کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔ لیکن ہمیں اس طریقہ سے نہیں بلکہ حقیقت پسندی کے نقطہ نظر سے غور کرنا چاہئے اور ملک کی ضروریات کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ ہمیں ملک کو آگے بڑھانا ہے۔ بلاوجہ تقریریں کرنے اور اپنی شخصیتوں کو پیش کرنے سے یہ کام نہیں ہو سکتا۔ ایک پولیس کی مدد ہی نہیں بلکہ ایسے بہت سے آئیٹس ہیں جنکے مصارف میں حسب ضرورت کمی یا زیادتی کرنی پڑیگی۔ ان تمام مسائل پر عوامی نقطہ نظر سے غور کرنا ہے اور بجٹ کو نئے اصولوں سے ترتیب دینا ہے۔ ظاہر ہے اس کے لئے وقت درکار ہوگا۔ ہمیں امید ہے کہ آئریبل فینانس منسٹر عوام کے جذبات۔ خیالات اور ضروریات کو پیش نظر رکھتے ہوئے آئندہ بجٹ ترتیب دینگے۔ یہ تو صرف تین مہینے کا بجٹ ہے۔ ظاہر ہے کہ جب ہم کوئی مکان تبدیل کر کے نئے مکان میں جاتے ہیں تو سامان کو حسب منشاء قرینے سے جانے کے لئے ایک آدہ ہفتہ لگ جاتا ہے۔ اسی طرح نئی منسٹری ابھی ابھی قائم ہوئی ہے۔ آئریبل ممبروں نے اپنے اپنے خیالات ہاؤس کے سامنے رکھے ہیں انکو پیش نظر رکھتے ہوئے آئندہ بجٹ تیار کیا جاسکیگا۔ میں آئریبل ممبرس کے اعتراضات کا جواب دینے کے لئے نہیں کھڑا ہوا ہوں بلکہ ان خیالات کو پیش کرنا چاہتا ہوں کہ کس طرح ہمکو اور آپکو ملکر کام کرنا ہے اور کرسکتے ہیں۔

ایک اور چیز جسکی طرف توجہ دلانی ہے وہ یونیورسٹی کا مسئلہ ہے عثمانیہ یونیورسٹی کو مرکز کے تحت لیا جا رہا ہے۔ اس چیز پر جس طرح آپکو اعتراض ہے مجھے بھی اعتراض ہے۔ اگر قومی زبان کو بیان لانا چاہتے ہیں تو ہم قومی زبان کو لیک کہتے ہیں۔ اگر آپ ہندی یونیورسٹی قائم کرنا ہی چاہتے ہیں تو اس کے لئے ایک جدا یونیورسٹی قائم کی جاسکتی ہے اور اگر ممکن ہو تو اس کے لئے بلارم کوارٹرس کو کام میں لایا جاسکتا

ہے۔ مگر جامعہ عثمانیہ کو جو یہاں کے سپوتوں اور عوام کی محنتوں سے بنائی گئی ہے سٹر کے تحت دینے کے لئے ہم تیار نہیں ہیں۔ اس لئے کہ تلنگانہ - کنرنگ اور مرعٹواڑہ ان سب کے لئے یہاں ایک ہی یونیورسٹی ہے۔ اگر ہندی کو قومی زبان کی حیثیت سے رائج کیا جانا ہی ہے تو ساوتھ انڈیا کے لئے مدراس کو منتخب کیا جاتا تو بہتر رہتا۔ جہاں اسکی زیادہ ضرورت ہے۔ اسکی بجائے حیدرآباد کو جن لیا گیا جو قطعاً ناموزوں ہے۔ اگر بریز ریفارمس (Agrarian Reforms) کو جس طرح ترقی پسند حالات کے مطابق تبدیل کرنا چاہتے ہیں تبدیلی کریں مگر جس تناسب سے انکو بدلنا چاہتے ہیں وہ تناسب صرف کاشتکاروں کے لئے ہی نہیں ہونا چاہئے بلکہ ملک کے ہر طبقہ کے لئے رکھا جائے۔ ملازمت میں ادنی ملازم سمجھے جانے والے چیراسی و جوان وغیرہ کی تنخواہ سو روپیہ قرار دی جائے تو اعلیٰ عہدہ داروں کی تنخواہ بھی اوسی تناسب سے پانچ گنا یعنی پانچ سو روپیہ قرار دی جائے۔ اور اوسی طرح دیگر پیشوں پر بھی قیود عاید کئے جائیں تاکہ کسی کو لوٹ کھسوٹ کرنے کا موقع نہ ملے ورنہ کشتکار جو دیہاتوں میں رہتے ہیں وہ غریب ہو جائیں گے۔ شہر والے امیر بنکر دیہاتیوں کی لوٹ کھسوٹ کرتے رہیں گے۔ کسانوں کے متعلق جو ملک کی ریڑھ کی ہڈی کہے جاسکتے ہیں ان کی طرف توجہ نہیں کی جا رہی ہے ان کے مسائل سے منہ موڑا جاتا ہے۔ آپ شہروں کو تو بنانا چاہتے ہیں مگر دیہات کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ میں موجودہ حکومت سے درخواست کروں گا کہ وہ جلد سے جلد دیہاتوں کے سدھار کی جانب متوجہ ہو۔ دیہات کے معیار زندگی کو بڑھانا چاہئے اور اسکے ساتھ ساتھ شہروں میں جو لکھ پتی کروڑ پتی اور اعلیٰ عہدہ دار ہیں ان کے معیار زندگی کو گھٹانا ضروری ہے تاکہ غریبوں کا معیار زندگی کچھ بڑھ سکے۔ وہ اس طرح کیا جاسکتا ہے کہ اعلیٰ عہدہ داروں کی تنخواہیں کم کی جائیں اور کسی عہدہ دار کی تنخواہ پانچ سو سے زیادہ نہ ہو۔ اسکے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ ہمارے ملک میں دقتیت کا دور دورہ ہے۔ جب ہم پیدل سفر کرتے تھے ہنڈی پر جاتے تھے اور گھوڑوں پر سواری کرتے تھے تو اوس وقت کا دقتیت کا طریقہ آج کام نہیں دیگا۔ اب ہم موٹر سیکل موٹر اور ریل میں سفر کرتے ہیں اور ہوائی جہاز میں اڑتے ہیں۔ لہذا اوسی رفتار سے دفتروں کے کاروبار کو آگے بڑھائیں۔ بہر حال معیار کارکردگی کو تیز کرنے کی ضرورت ہے۔ تاکہ ملک ترقی کر سکے۔ ہمیں چاہئے کہ کالٹیج انڈسٹریز کی ترقی کی جانب بھی توجہ کریں۔ کالٹیج انڈسٹریز کو ترقی دینے کی شدید ضرورت ہے۔ لیکن یہ چونکہ انٹریم گورنمنٹ کا بجٹ ہے اس میں زیادہ (تھقہ) معاف فرمائیے۔ تین سہینے کا بجٹ ہے۔ انٹریم بجٹ ہے۔ حیدرآباد میں پہلے کا جو طریقہ کار ہے اسکو بدل کر آل انڈیا لیول پر لانا چاہئے اور سابقہ مدت کو کم کرنا چاہئے۔ سابقہ بجٹ میں بہت سی ترسیلات پیش کی گئیں ہیں۔ اس پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ آنریبل ممبر اسکی گہرائی میں نہیں گئے۔ پہلے کا بجٹ آٹو کرائٹ (Autocratic) گورنمنٹ کا تھا اب یہ عوامی گورنمنٹ کا بجٹ

ہے اس لحاظ سے ایک مد کے بارے میں ہی ترمیم کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہر مد میں بنیادی طور پر تبدیلی کرنے کی ضرورت ہے۔ صرف جیل کے مد میں کمی کے متعلق جو ترمیم آئی ہے وہ ناقص ہے۔ بجٹ کے ان مدات پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ ان میں تین لاکھ کی کمی ہی نہیں بلکہ جدید عارضی عملہ کے لئے دس لاکھ کے لگ بھگ زیادہ رقم مختص کی گئی ہے۔ یہ تمام تخفیف کرنے کے قابل ہے۔ جبکہ جیلوں میں قیدیوں اور نظر بندوں کی تعداد زیادہ تھی اوس وقت زائد عملہ ضروریات کے مد نظر قایم کیا گیا تھا جو ہنگامی تھا۔ لیکن اب جیسا کہ آنریبل چیف منسٹر نے کل ہی فرمایا نظر بندوں کی تعداد (۵۰۰-۶۰۰) سے زیادہ نہیں ہے تو پھر موجودہ حالات کے لحاظ سے اس اڈیشنل (Additional) عملہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی ہے کہ جیل کی ملازمتوں میں بطور خاص سندھی کیوں رکھے گئے ہیں؟ میں سندھیوں کا مخالف نہیں ہوں لیکن یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ اس محکمہ میں (۱۳) گزٹڈ عہدوں میں سے (۱۱) گزٹڈ عہدوں پر سندھیوں کو کیوں رکھا گیا ہے؟ اس سے شبہات پیدا ہوتے ہیں۔ کیا سندھی عہدہ دار جیل کے عہدوں کے لئے ماہر ہوتے ہیں؟ اگر بغیر کسی معیار قابلیت کے وہ ماہر ہوتے ہیں تب یہ الگ بات ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ ان تمام امور پر غور کرتے ہوئے مسائل کے حل کی جانب حکومت کے آنریبل منسٹرس متوجہ ہونگے۔

شری مانک چند پھاڑے (پہولری) - ادھیکش مہودے - اب جو انٹرم بجٹ تین مہینے کے لئے پیش کیا گیا ہے اسکے متعلق میں چند خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ یہ بجٹ پہلے کی منسٹری کا بنایا ہوا ہے۔ نئی منسٹری نے ابھی چارج لیا ہے۔ یہ بات صاف ظاہر ہے کہ ابھی ان لوگوں کو بجٹ پر غور کرنے کا موقع نہیں ملا اور انہوں نے اس میں کوئی رد و بدل نہیں کیا۔ ان باتوں پر ہم غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اس بجٹ کی ذمہ داری ان منسٹروں پر نہیں ہے۔ بجٹ اس لئے پیش کیا گیا ہے کہ عوام کا رجحان معلوم ہو۔ جو امینڈمنٹس آئے ہیں اس میں کئی باتیں بتائی گئی ہیں۔ کسی نے کہا کہ مڈیکل ڈپارٹمنٹ کے لئے زیادہ رقم رکھی جائے۔ کسی نے کہا کہ پولیس کا خرچہ کم کیا جائے۔ میں یہ کہوں گا کہ پولیس کا خرچہ کم کرنے کے بعد کیا حالت ہوگی۔ خرچہ زیادہ رہنے پر یہ حال ہے کہ ہمارے ضلع کے ۸۶ دیہاتوں میں ۱۷ سال سے ڈی۔ ایس۔ پی (D.S.P.) کا دورہ نہیں ہوا۔ معلوم ہوا کہ چند مہینوں پہلے انکا دورہ ہوا تھا۔ میں یہ کہوں گا کہ اتنا خرچہ ہونے کے بعد بھی ایڈمنسٹریٹو سروس (Administrative Service) کی کمی ہے۔

ایجوکیشن کے متعلق بھی میں یہ کہوں گا کہ خرچہ بڑھایا گیا ہے اس ایم پر پہلے ۱۰ فیصدی خرچہ ہوتا تھا اب ۱۵ - ۱۶ فیصدی ہو گیا ہے۔ لیکن جو اسکول

کھولے گئے ہیں وہ محض نام کے ہیں۔ وہاں نہ مدرس جاتا ہے نہ خبر لی جاتی ہے۔ صرف گورنمنٹ کے بجٹ پر خرچہ پڑتا ہے۔ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ صرف بجٹ میں پیسے بڑھانے سے اوتی (उत्ति) نہیں ہوسکتی۔ بجٹ کا صحیح طور پر خرچ کیا جانا مفید ہوگا۔ حکومت کے کل پرزے ٹھیک کرنا چاہئے تاکہ جو پیسہ خرچ ہوتا ہے اس کا فائدہ بھی جتنا کو حاصل ہو۔ گورنمنٹ نے درخت لگانے کی ایک اسکیم بنائی اس پر اعتراض کیا گیا کہ درخت تو باقی نہیں رہے پیسہ بیکار خرچ ہو گیا۔ لیکن میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ جتنا کو بھی اس کا دھیان رکھنا چاہئے تاکہ گورنمنٹ جو خرچ کر رہی ہے وہ ہمارے ہی جیب کا پیسہ ہے اسکی حفاظت ہمارا بھی فرض ہے۔ بجٹ چاہے کتنا بھی بڑھایا جائے اس سے فائدہ نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کا صحیح استعمال نہ ہو۔ اس لئے میں آنریبل ممبرس سے پرارتھنا کروں گا کہ گورنمنٹ پر دباؤ ڈالنے کی بجائے اپنے کرتوبہ (कर्तव्य) پر بھی دھیان دیں۔ ہمیں ۷۰ سال سے گورنمنٹ پر اعتراض کرنے کی عادت ہے۔ اس وقت کی حکومت ہماری گورنمنٹ نہ تھی۔ اب جبکہ اپنی حکومت قائم ہو چکی ہے تو گورنمنٹ کی مخالفت کا رویہ ہمیں بدلنا چاہئے اس لئے کہ یہ گورنمنٹ جتنا کی ہے اور جتنا کی گورنمنٹ جانتی ہے کہ جتنا کی بھلائی کے لئے اسکو کیا کرنا ہے۔ اگر ہم اس خیال کو سامنے رکھ کر بجٹ پر غور کریں تو ہم کو معلوم ہوگا کہ بجٹ میں جتنا کے کاموں کے لئے جو پیسے رکھے گئے ہیں اوسی سے ہم بہت سے کام نکال سکتے ہیں۔ پولیس کے ایٹم میں زیادہ پیسے رکھنے پر کہا گیا کہ یہ پولیس بجٹ ہے۔ میں مانتا ہوں کہ یہ رقم زیادہ ہے لیکن یہ خرچہ کیوں ہو رہا ہے اسکی وجہ پر بھی دھیان دینا پڑیگا۔ ہمارے اپوزیشن لیڈر نے کہا کہ ہم کسی طرح سے وائیولنس (Violence) کرنا نہیں چاہتے۔ مگر انہوں نے یہ نہیں کہا کہ ہماری پالیسی وائیولنس (Violence) کی نہیں۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس وقت جو گورنمنٹ ہے اسکی پالیسی انتقامی جذبے کے تحت نہیں ہے بلکہ قانون کو عمل میں لانے کے لئے ہے۔ جس پالیسی کے تحت ٹرائسکی (Trotsky) کو ختم کیا گیا ہے وہ پالیسی اس گورنمنٹ کی نہیں ہے۔ آپ اور ہم دونوں نے ملکر اس لئے جدوجہد شروع کی تھی کہ جتنا کا راج آئے۔ اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ جتنا کا راج آنے پر بھی جدوجہد جاری رکھیں۔ اس طریقہ کو اب بدلنا چاہئے۔ حکومت ہمیں اب ملی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ملک میں امن و شانتی لائیں۔ نہیں تو موقع پرست آگے بڑھینگے۔ ان موقع پرستوں کو آگے بڑھنے سے روکنے کے لئے گورنمنٹ کو کوشش کرنی چاہئے۔ اتھیا س آپ کے سامنے ہے۔ آپ خود محسوس کر رہے ہیں کہ موجودہ حکومت اور اس سے پہلے کی حکومتوں میں کافی فرق ہے۔ انتقام لینا اس حکومت کو منظور نہیں ہے۔ قانون کے تحت مقدمات چلائے جاتے ہیں سزا اس وقت تک نہیں دی جاتی جب تک کہ الزامات ثابت نہ ہوں۔ یہ جتنا کے راج کا طریقہ ہے۔ اس کا کھلا ثبوت یہ ہے کہ (۴۰۰) نظر بندوں میں سے اب صرف (۵۰۰) نظر بند رہ گئے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ ہماری گورنمنٹ نے کسی انتقام کے تحت کام نہیں کیا بلکہ

انصاف کے تحت کام کرتی ہے۔ ان حالات میں میں نہیں سمجھتا کہ آپ گورنمنٹ پر جو اعتراض کرتے ہیں وہ کس حد تک درست ہے۔ آپ خود کو پروگریسیو (Progressive) کہتے ہیں۔ جب آپکا عمل پروگریسیو ہو تو گورنمنٹ کو خود پولیس کے بجٹ میں کمی کرنی پڑیگی۔ اور جب گورنمنٹ کے پولیس بجٹ میں کمی ہو جائے تو اس سے جتنا کو فائدہ پہنچے گا۔ میں فینانس منسٹر سے عرض کرونگا کہ ایجوکیشن۔ مڈیکل اور اریگیشن (Irrigation) وغیرہ کے لئے خرچہ بڑھانے کی بجائے مناسب یہ ہوگا کہ جو رقمیں رکھی گئی ہیں ان کا صحیح طریقہ پر استعمال ہو تو جتنا کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ جیل کے بجٹ میں کمی کی جاسکتی ہے۔ یہاں ٹنڈر پم رقم پر منظور کئے جاتے ہیں۔ اس لئے میں یہ کہہوں گا کہ اڈمنسٹریشن کو صحیح طور پر چلانا چاہئے اس سے خود بجٹ میں کمی ہو سکتی ہے۔ اس وقت جو امینڈمنٹس پیش کئے گئے ہیں اور انکے متعلق جو جذبات و خیالات کابینہ کے سامنے رکھے گئے ہیں ان پر میں آنریبل ارکان کو دھنیاوا دیتا ہوں اور اسکے ساتھ ساتھ یہ کہتا ہوں کہ آئندہ جو بجٹ پیش ہوگا اس وقت یہ خیالات پیش کئے جائیں تو ان پر عمل ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ نئی کابینہ کو جایزہ لیکر ابھی ۱۰-۱۵ دن ہی ہوئے ہیں۔

اریگیشن (Irrigation) کے خرچہ میں اضافہ کے لئے توجہ دلائی گئی ہے۔ لیکن اس سے جتنا کو فائدہ نہیں ہوگا۔ اگر حقیقت میں ہم کو ترقی کرنا ہے تو ہماری مشنری میں جو ڈیفکٹ ہے اسکو دور کرنا ہوگا۔ اس کے لئے کینیٹ کے سامنے آپ تجاویز لائیں کہ کس طرح مشنری کی اصلاح کی جاسکتی ہے۔ نقائص کی تحقیقات کر کے صحیح راستہ پر کام کرنے کی کوشش کی جائیگی۔ اور حکومت سے میں یہ عرض کرونگا کہ جو شکایات گورنمنٹ مشنری کے خلاف پیش کی جاتی ہیں اسے ان پر غور کرنا چاہئے۔ میرا تجربہ ہے کہ جب کوئی شکایت پیش کی جاتی ہے تو اس پر دھیان نہیں دیا جاتا جسکی وجہ سے لوگ تنگ آکر شکایت کرنا ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ اسکی وجہ سے مشنری میں اور خرابیاں پیدا ہوتی جاتی ہیں۔ جتنا کے خیالات کو پیش نظر رکھنا حکومت کا کام ہے اگر جتنا کا خیال نہ رکھا جائے تو بدامنی پیدا ہوگی اور کوئی ترقی نہوگی۔

بہر حال میں یہ عرض کرونگا کہ جتنا کی ترقی کو پیش نظر رکھتے ہوئے آئندہ بجٹ پر آپ امینڈمنٹ لاسکتے ہیں۔ یہ تو صرف تین مہینے کا بجٹ ہے اس لئے اسے منظور کر لیا جائے تو مناسب ہوگا۔

مسٹر اسپیکر۔ اب سات بج چکے ہیں لیکن ریسز (Recess) کے لئے جو ۱۵ منٹ زائد لئے گئے تھے اسکے معاوضہ میں اب مزید ۱۵ منٹ دئے جاتے ہیں۔

شری سید حسن (حیدر آباد سی) مسٹر اسپیکر سے نفس مسئلہ پر عرض کرتے سے پہلے میں جناب کی توجہ اس جانب دلانا چاہتا ہوں کہ کل آنریبل چیف منسٹر نے اپنی

جذباتی تقریر میں اور اسکے بعد آج آنریبل ایجوکیشن منسٹر اور ٹریزری بنچس کے بعض ارکان نے اپنی تقریروں میں ان پارلیا منٹری (Unparliamentary) الفاظ استعمال کئے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں آنریبل چیف منسٹر یا دیگر آنریبل منسٹرس کو دیگر آنریبل ممبرس پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ۔ اس لئے میں آنریبل اسپیکر سے درخواست کرونگا کہ اس خصوص میں آئندہ احتیاط کے لئے انہیں متوجہ فرمائیں ۔

آنریبل چیف منسٹر نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ الکشن میں جنراستی (Generosity) سے کام لیا گیا ۔ میں نہیں سمجھتا اس کا کیا مطلب ہے کیا الکشن میں کنسنٹی ٹیوشن (Constitution) کے لحاظ سے شہریوں کو حصہ لینے کا حق نہ تھا جس کے لئے انہوں نے مدد کی ۔ بہتر ہوتا کہ الکشن کے بارے میں ہاؤس میں گفتگو نہ کی جاتی ہمیں معلوم ہے کہ الکشن کے نتائج کے بعد کیا کیا ہوا ۔ دور کیوں جائے خود ہارٹ آف دی سٹی (Heart of the City) دودھ باولی کے دروازہ کے باہر اور شاہ گنج میں دیکھ لیجئے وہاں کیا ہو رہا ہے ۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ مختلف طریقوں پر مظالم کئے جا رہے ہیں ۔ مکانات محض اس شبہ پر جلانے جا رہے ہیں کہ وہاں کے رہنے والوں نے کانگریسی امیدوار کو ووٹ نہیں دئے یا محاذ کے امیدوار نے وہاں سے زیادہ ووٹ حاصل کئے ۔ کیا یہی جنراستی (Generosity) ہے ۔ کیا یہ اپوزیشن کے ساتھ رونیج فل ایٹی ٹیوڈ (Revengeful attitude) کو ظاہر نہیں کرتا ۔

آنریبل چیف منسٹر نے فرمایا کہ وہ جاگیر داروں کا بریف (Brief) لیکر ہاؤس میں حاضر نہیں ہوئے ہیں ۔ میں جانتا ہوں کہ جب سے انہوں نے وزارت کا عہدہ سنبھالا ہے وہ پراکٹس نہیں کر رہے ہیں ۔ لیکن جس انداز سے انہوں نے مٹھی بھر جاگیر داروں کے مسئلے کو ہاؤس کے سامنے رکھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جاگیر داروں کی وکالت فرما رہے ہیں ۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ لاکھوں عوام بیروزگار پھر رہے ہیں ۔ کہیں تخفیف کے نام سے انکا روزگار چھین لیا جاتا ہے تو کبھی گور والا کمیٹی کی سفارشات کی آڑ میں انہیں روٹی سے محروم کر دیا جاتا ہے ۔ کبھی جاگیردار کی برخواستگی کا نام لیکر کئی لوگ بیروزگار کردئے جاتے ہیں ۔ غرض ہم دیکھ رہے ہیں کہ پولیس ایکشن کے بعد سے کئی ہزار لوگ مختلف بھانوں سے بیروزگار کردئے گئے لیکن اسکے باوجود صرف مٹھی بھر جاگیر داروں کے متعلق چیف منسٹر کا یہ ارشاد کہ انہیں بیروزگاری سے بچانے کے لئے معاوضہ دیا جاتا ہے غور طلب ہے ۔ وہ فرماتے ہیں کہ جاگیر داروں کے اسناد میں لکھا ہے کہ وہ ”تاقیام شمس و قمر“ جاگیر سے فائدہ اٹھائینگے وغیرہ ۔ میں یہ عرض کرونگا کہ اوس زمانے کے حکمرانوں کے سب احکام کی کیا اسی طرح پابندی کی جا رہی ہے کہ آج آپ جاگیر سے متعلقہ حکم پر عمل کرنا اس قدر ناگزیر سمجھ رہے ہیں ؟ جب اس زمانے کے حکمرانوں کے دوسرے احکام و قوانین منسوخ ہو سکتے ہیں تو صرف جاگیرداروں کا خیال رکھ کر ان کے لئے دو کروڑ کا بیٹ منظور کیے پر

اصرار کرنا مناسب نہیں - ہم نہیں چاہتے کہ لاکھوں بیروزگاروں کی طرح جاگیر دار بھی افلاس اور فاقہ کشی میں مبتلا ہو جائیں بلکہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ حالات زمانہ کے مد نظر انکی مفت خوری کی عادت ختم کی جائے اور ان کے لئے بھی دوسرے محنت کش عوام کی طرح متبادل روزگار کی فراہمی کی کوشش کی جائے - اس کے لئے فیکٹریز کو ترقی دیکر جاگیر داروں کو برسر روزگار لایا جاسکتا ہے - اس طرح جاگیر داروں کی مدد کرنا زیادہ بہتر ہے یہ نسبت اسکے کہ انہیں لاکھوں روپیہ معاوضہ دیا جائے - کانسی ٹیوشن کے حوالہ سے یہ کہا گیا کہ بلا معاوضہ کسی کی جایداد نہیں لی جاسکتی - لیکن جاگیر کوئی ملکیت نہیں - جاگیر دار کوئی مالک نہیں ہوتا - کیونکہ وہ اپنی جاگیر کو کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت نہیں کر سکتا - جس طرح کہ دوسری چیزیں فروخت کی جاسکتی ہیں - مثلاً کسی کی گاڑی ہے وہ اسکو فروخت کر سکتا ، رہن رکھ سکتا یا مفت دیسکتا ہے - لیکن کوئی جاگیر دار جاگیر بیچنے کا حق نہیں رکھتا - بلکہ جاگیر دار کے مرنے کے بعد قانون عطیات کے لحاظ سے جاگیر معطی کو واپس ہوتی ہے - البتہ عام طور پر جاگیر اسی خاندان کو مکرر بغرض پرورش دیتی ہے - اس لحاظ سے کانسی ٹیوشن کا اطلاق جاگیر پر نہیں ہو سکتا - لہذا جاگیر داروں کو جو معاوضہ دیا جاتا ہے وہ قطعاً غیر ضروری ہے اور نامنظور کرنے کے قابل ہے -

چیف منسٹر نے فرمایا کہ اکسپنڈیچر (Expenditure) میں کمی کا طریقہ کیا ہو سکتا ہے - سب سے پہلے میں یہ عرض کرونگا کہ باہر سے جو عہلہ دار بلائے گئے ہیں انہیں واپس کیا جائے - ممکن ہے امرجنسی (Emergency) حالات میں انکی موجودگی ضروری خیال کی گئی ہو - لیکن اب جبکہ وہ حالات باقی نہیں رہے بھٹ میں ان کے لئے گنجائش رکھ کر ہزاروں لاکھوں روپیہ خرچ کرنا میرے خیال میں درست نہیں - انہیں یہاں رکھنے کے صرف دو ہی وجوہات ہو سکتے ہیں - ایک تو یہ کہ یہاں کے لوگ نا اہل ہیں اس لئے باہر کے لوگوں کو رکھنے کی ضرورت لاحق ہوئی - دوسرے یہ کہ یہاں کے سب لوگوں کو روزگار مل چکا ہے - اس لئے حکومت باہر کے لوگوں کو یہاں روزگار پر لگا کر انکی بے روزگاری دور کرنے کی طرف متوجہ ہے - میں عرض کرونگا کہ یہاں لاکھوں آدمی بیروزگاری کا شکار ہیں - روینیو ڈپارٹمنٹ کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ اب بھی کلسکٹر اور ڈپٹی کلسکٹر کی جایدادوں پر باہر کے لوگ موجود ہیں - ایک (۷) ستر سالہ ضعیف وظیفہ یاب کو بھی لایا گیا ہے - اور انہیں چیف سپرائی کمشنر اور سینئر روینیو بورڈ ممبر (Senior Revenue Board Member) وغیرہ جیسی اہم خدمات دی گئی ہیں - میں پوچھتا ہوں کیا ہمارے پاس ایسے لوگ نہیں تھے جو یہ کام کر سکتے ؟

اسی طرح پولیس ڈپارٹمنٹ میں جوانوں سے لیکر اعلیٰ ترین خدمات تک لوگ باہر سے بلائے گئے ہیں - کیا اب بھی انکی ضرورت باقی ہے - انسپکٹر جنرل پولیس کو دو ہزار

سات سو روپیہ کا دار ماہانہ تنخواہ دیجاتی ہے۔ اس کے علاوہ انہیں بنگلہ اور موٹر بھی سرکاری طور پر دیجاتی ہے۔ کیا اس سے کم ماحوار پر کام کرنے والے یہاں موجود نہیں ہیں۔ اس سلسلے میں آنریبل چیف منسٹر فرماتے ہیں کہ باہر کے عہدہ داروں سے حکومت نے کچھ کمیشنس (Commitments) کئے ہیں۔ آپ بلا وجہ کمیشنس کرتے ہیں ان کے ذمہ دار کون؟ میں یہ کہہوں گا کہ اگر عواہ کی محنت سے کاپیا ہوا روپیہ جو ٹیکسس کی صورت میں وصول کیا جاتا ہے اس طرح خرچ کیا جائے تو اس کی ذمہ داری کس پر ہے۔

آنریبل چیف منسٹر نے یہ بھی فرمایا کہ تین ہزار قتل اور کئی ہزار ڈکیتیوں کی ذمہ داری کمیونسٹوں پر ہے۔ آنریبل چیف منسٹر یہ بھی وضاحت فرماتے تو بہتر ہوتا کہ باہر کی آئی ہوئی پولیس، فوج اور مال کے عہدہ داروں نے کتنے بے گناہوں کو قتل کیا۔ کتنے ریپس (Rapes) کئے۔ لیکن اس کے متعلق نہیں کہا گیا۔ ظاہر ہے اس کی ذمہ داری باہر سے آئے ہوئے لوگوں پر ہی آتی ہے۔ باہر کے لوگوں کو یہاں آنے کی دعوت دینے والے اس کے ذمہ دار قرار دئے جاسکتے ہیں۔ آنریبل چیف منسٹر نے فرمایا کہ ہم سے کوآپریٹ کیجئے۔ ہم یہاں یقیناً کوآپریٹ کرنے کے لئے آئے ہیں لیکن آپ بھی تو آگے بڑھئے۔ آپ اپنے محلات میں رہ کر تعاون چاہتے ہیں تو یہ کس طرح ممکن ہے۔ تعاون کے لئے تو خلوص دل سے آگے بڑھنا چاہئے۔ حکمران جماعت سے متعلق دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اس نے سیکولر گورنمنٹ بنائی ہے۔ لیکن میں نہیں سمجھتا کہ یہ سیکولر گورنمنٹ ہے۔ پولیس ایکشن کے بعد آج تک کے جملہ حالات کو سامنے رکھئے۔ اور ایمانداری سے اس کا جائزہ لیجئے اور غور کیجئے کہ کیا آپ اسے سیکولر گورنمنٹ کہنے کی جرات کر سکیں گے؟ مختلف عنوانوں سے اور مختلف دفعات کے حوالہ سے لوگوں کو ملازمتوں سے نکال دیا جاتا ہے۔ پھر بھی آپ یہ کہتے ہیں کہ یہ سیکولر گورنمنٹ ہے۔ یوں تو روزانہ ایسے سینکڑوں واقعات پیش آتے ہیں لیکن مثال کے طور پر میں صرف ایک واقعہ ایوان کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ حال ہی میں یہاں کی آرہڈ پولیس میں ایک فوج کے علاحدہ شہہ کرنل نے درخواست دی انہیں انڈین آرمی میں پرمیننٹ کمیشن (Permanent Commission) ملا تھا لیکن وہ وہاں جانا نہیں چاہتے تھے چنانچہ اے۔س۔پی۔ (A. S. P.) کی جائداد کے لئے جو مقابلہ کا امتحان ہوا اس میں انہیں ”اے“ ملا۔ یعنی وہ فٹ آئے لیکن انہیں موقع نہیں دیا گیا۔ محض اس لئے کہ وہ ایسے فرقے سے تعلق رکھتے تھے جس کا صرف ایک آدمی گورنمنٹ لینا چاہتی تھی اس لئے انکو رجبکٹ (Reject) کر دیا گیا۔ کیا اس کے بعد بھی یہ حکومت سیکولر کہلائی جاسکتی ہے۔

موجودہ موازنہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ انٹریم بجٹ ہے۔ موجودہ حالات میں اسکو منظور کر لینا چاہئے۔ لیکن اس بجٹ کے اوٹ لائنس (Outlines) سے

ظاہر ہے کہ آئندہ بجٹ بھی انہیں اوٹ لائنس پر مرتب کیا جائیگا۔ اس بجٹ کو دیکھنے کے بعد ہم یہ امید نہیں کر سکتے کہ آئندہ بجٹ میں کوئی بنیادی تبدیلی ہوگی۔ عوامی وزراء کے آنے کے بعد توقع تھی کہ بجٹ بھی عوامی نقطہ نظر سے مرتب کیا جائیگا اور یہ بجٹ غریبوں اور کاشتکاروں کا ہوگا۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ بجٹ غریبوں - کاشتکاروں اور محنت کش عوام کا نہیں ہے۔ بلکہ یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہ راج شاہی اور جاگیر دارانہ بجٹ کی تصویر ہے۔ آپ نے کاشتکاروں کے لئے کیا حل تجویز کیا ہے۔ آپ تو کہتے ہیں کہ جاگیریں برخواست کردی گئیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جاگیریں برخواست نہیں ہوئیں۔ بلکہ ہوا یہ کہ جاگیر داروں سے جاگیر لے لی گئی صرف مالک بدلے اور جاگیر داری تو اسی طرح باقی ہے۔

شری لکشمی نیواس گنیروال (رامائن پیٹھ) - ۷۔ ۲۰ ہوچکے ہیں وقت کافی ہو گیا ہے۔ یہ تقریر پلیٹ فارم کی ہوتی جا رہی ہے۔

مسٹر اسپیکر - میں سمجھتا ہوں اس قسم کی گفتگو نہ ہونی چاہئے۔ دو چار منٹ میں آنریبل ممبر اپنی تقریر ختم کر دینگے۔

شری لکشمی نیواس گنیروال - میں معافی چاہتا ہوں۔

شری سید حسن - جناب اگر مناسب تصور کریں تو میں اس وقت تقریر ختم کرتا ہوں بشرطیکہ کل مجھے اپنی تقریر کا سلسلہ جاری رکھنے کا موقع دیا جائے۔

مسٹر اسپیکر - اگر زیادہ ٹائم کی ضرورت ہے تو اور بات ہے۔ میرے پاس کئی آنریبل ممبرس کی درخواستیں آئی ہیں کہ انہیں تقریر کا موقع دیا جائے۔ ایسی صورت میں ٹائم کا لحاظ رکھا جائے تو مناسب ہے۔ میں سمجھتا ہوں آنریبل ممبر اب تک بھی ۱۵ منٹ سے زائد لے چکے ہیں لہذا وہ اپنی تقریر جلد ختم کرنے کی کوشش کریں تو مناسب ہے۔

شری سید حسن - مناسب ہے۔ میں کوشش کرونگا کہ جلد سے جلد اپنی تقریر ختم کروں۔

کاشتکاروں کے لئے آپ نے کیا کیا۔ ان سے اسی طریقہ پر لیوی وصول کی جاتی ہے اور اسی تشدد سے مالگزار لی جاتی ہے اور اب تک وہی طریقہ رائج ہے۔ اسکے علاوہ باہر کے اور یہاں کے مال اور پولیس کے عہدہ داروں کی جانب سے انڈے اور مرغیوں کی سپلائی کا مطالبہ علحدہ جاری ہے۔ لیکن انکی پھلائی کے لئے کچھ نہیں ہوتا۔ نئے نئے عنوانات سے ٹیکس لگائے جاتے ہیں۔ آپ کے نئے پروپوزلس (Proposals) کے لحاظ سے تو ٹیکس میں مزید اضافہ زیر غور ہے۔ حیدرآباد جب ہندوستان کا جزو قرار پاچکا ہے تو ایسی صورت میں کروڑ گیری برخواست کی جانی چاہئے تھی۔ سنہ ۱۹۵۴ع

میں کروڑ گیری کی برخواستگی کا وعدہ کر کے آپ ایک عرصہ قبل ہی سے سیلس ٹیکس بھی عاید کرتے ہیں۔ وہ بھی مدراس سسٹم پر۔ جس کے لحاظ سے ایک چیز پر کئی مرتبہ ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے۔ ایک چیز کئی اشخاص کے ہاتھ سے ہو کر گزرتی ہے اور ہر شخص علاحدہ علاحدہ سیلس ٹیکس ادا کرتا ہے۔

اب میں الیکٹریسیٹی ڈپارٹمنٹ کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جنگ سے پہلے الیکٹریسیٹی کے ریش ہمسایہ ریاستوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ تھے اور دوسری جنگ عظیم کے دوران میں عارضی اضافہ کہہ کر ریش (Rates) اور بڑھا دئے گئے۔ گو یہ اضافہ عارضی تھا لیکن اب تک اسے جاری رکھا گیا ہے۔ اسے فوراً کیوں کم نہیں کیا جاتا۔ اسکے ساتھ ساتھ ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ برقی کے مزدوروں کے ساتھ آپ کا سلوک کیسا ہے۔ انہیں کیا سہولت پہنچائی جاتی ہے؟

ممکن ہے آپ یہ کہیں کہ ہماری ہمسایہ ریاستوں میں بجلی پیدا کرنے کے قدرتی ذرائع موجود ہیں۔ وائر فاسل وغیرہ سے وہ برقی پیدا کرتے ہیں۔ لیکن میں کہوں گا کہ ہمارے پاس بھی تو ایک قدرتی ذریعہ ہے۔ آپ کو سنگارینی کالریز سے کوئلہ کم مقدار میں نہیں ملتا۔ اس سے اگر خاطر خواہ فائدہ اٹھایا جائے تو کم سے کم قیمت پر بجلی پیدا کی جاسکتی ہے۔

ایک اور مسئلہ جسکی طرف توجہ کرنا نہایت ضروری ہے وہ لاکھوں بے گھر اوو محنت کش عوام کے لئے کوارٹس کی تعمیر کا مسئلہ ہے۔ اس ضرورت کے لئے بجٹ میں کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی ہے اسکے برخلاف آرائش بلڈہ کے مکانات کے کرائے ڈبل کر دئے گئے ہیں۔ یہ وہ مکانات ہیں جو آج نہیں ۱۵۔ ۲۰ سال پہلے بنائے گئے تھے۔ ایک طرف تو آپ لوگوں کو بیروزگار کر دیتے ہیں۔ دوسری طرف مختلف طریقوں سے ان سے رقم وصول کرتے ہیں۔ طلباء کی فیسیں بڑھا دی جاتی ہیں۔ مکانات کے کرائے بڑھا دئے جاتے ہیں ٹیکسس میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ یہ چیزیں قابل غور ہیں نظام کے دور حکومت میں میکائنائزڈ آرمی (Mechanised Army) پر چار کروڑ روپیہ خرچ ہوتا تھا۔ اور پولیس پر ایک کروڑ۔ یہ کس لئے خرچ ہوتا تھا۔ جمہوریت کو دبائے کے لئے۔ آج آپ جمہوری موازنہ میں اس ایم پر ۶ کروڑ روپیہ صرف پولیس پر صرف کرتے ہیں جبکہ فوج کا تعلق آپ سے نہیں رہا۔ آپ کہتے ہیں کہ آرمڈ اسٹرگل (Armed Struggle) ختم کیا جائے تو پولیس بجٹ میں کمی ہوگی۔ آپ اپنے اڈمنسٹریشن کو تو درست کیجئے۔ رشوت کو ختم کیجئے۔ بد دیانتی اور بدچلتی کو دور کیجئے۔ اپنا اڈمنسٹریشن بہتر بنائیے تو اسٹرگل خود بخود ختم ہو جائے گا۔ کون چاہتا ہے کہ جنگل اور پہاڑوں میں اپنی زندگی مصیبت سے گزارے۔ ان سب چیزوں پر آپ غور کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ حالات بہتر ہو سکتے ہیں۔

تعلیمات کے متعلق میں یہ عرض کرونگا کہ اس بجٹ میں تعلیمات کے ایٹم میں بہت کم گنجائش رکھی گئی ہے۔ ہماری تعلیمی حالت خراب ہے۔ مفت پرائمری ایجوکیشن کا انتظام کرنا ہمارا فریضہ ہے۔ ایسے تعلقات جہاں کی آبادی دس ہزار سے زیادہ ہے انکے مستقر پر ہائی اسکول قائم کئے جانے چاہئیں۔ بعض اضلاع ایسے ہیں جہاں آبادی کے اعتبار سے کالجوں کا قیام ضروری ہے۔ کریم نگر کے طلباء کو کالج کی تعلیم کے لئے ورننگل جانا پڑتا ہے۔ ظاہر ہے غریب طلباء اپنا مقام چھوڑ کر مہنگی تعلیم حاصل نہیں کر سکتے۔ لہذا ایسے اضلاع کے مستقر پر کالج قائم کئے جائیں۔

پبلک ہلتھ پر بھی بجٹ میں بہت کم گنجائش رکھی گئی ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ ہمارے امراض پر تحقیقات کے لئے لندن اور لیورپول میں اسکول آف ٹراپیکل میڈیسنس (School of Tropical Medicines) قائم کئے جاتے ہیں۔ لیکن خود یہاں کچھ نہیں ہوتا۔ ضرورت اسکی ہے کہ یہاں بھی ایسے ریسرچ انسٹیٹیوٹ قائم کئے جائیں تاکہ ہمارے امراض سے ہم واقف ہو سکیں۔

اس قدر عرض کرنے کے بعد میں ہاؤس سے اپیل کرونگا کہ بجٹ منظور کرنے کی بجائے آریبل فینانس منسٹر سے درخواست کی جائے کہ وہ اس کو روائز (Revise) کریں اور تعلیم - انڈسٹریز اور پبلک ہلتھ کے لئے زیادہ رقم فراہم کریں۔ بیروزگاری رفع کرنے کی صورتیں نکالیں۔ اور جاگیرات کے معاوضہ کی رقم کو ختم کرنے کے لئے جو ترمیم آئی ہے اس پر غور کریں۔ فی الوقت کام چلانے کے لئے کچھ رقم کی منظوری دی جاسکتی ہے۔

مسٹر اسپیکر - اب ۷ بجکر ۳۰ منٹ ہو چکے ہیں۔ اجلاس درخواست کیا جاتا ہے۔ کل یہ ڈسکشن جاری رہیگا۔ اور ڈیمانڈس کے بارے میں ووٹس لئے جائینگے۔ میں یہ محسوس کر رہا ہوں کہ کہیں نہ کہیں جا کر ٹائم لمٹ لگانی ہوگی۔ کل دو بجے ہاؤس کی کارروائی شروع ہوگی۔

The Assembly then adjourned till Two of the Clock on Saturday the 29th March 1952.

